احسان ۱۳۶۲ ہش

جون ۱۹۸۳ء

"قوموں کی اصلاح

نوجوانوں کی اصلاح

کے بغیر نہیں ہو سکتی"

(المصلح الموعودؑ)

(ایڈیٹر)

مرزا محمد الدین ناز

ماہنامہ

ربوہ

مندرجات

پبلشر: مبارک احمد خالد ؛ پرنٹر: سیّد عبدالحی ؛ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد دارالصّدر جنوبی۔ ربوہ
کتابت: نورالدین خوشنویس ؛ رجسٹرڈ نمبر

اداریہ

پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

عفریتِ صیہونیت عالمِ اسلام کی گوسفند ہائے منتشرہ کو لقمۂ اجل بنا رہا ہے۔ گرگِ دہریت بھی اس کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا ہے لیکن بعض علماءِ اسلام خود غرضی کے نشہ میں مست وقت کے دھارے کی پرواہ کئے بغیر تشتت و منافرت کی گہری خلیج میں غرقاب ہیں۔ احساسِ سود و زیاں ناپید ہے۔ پاسِ ناموسِ اسلام و قرآن مفقود ہے۔ بے حسی اور کور چشمی کا یہ عالم ہے کہ اسلام جیسا عظیم الشان مذہب جو زندگی کی ہر قسم کی استعدادوں کیلئے وسیع جولانگاہ مہیا کرتا ہے صرف مطلب پرستی، جلبِ منفعت اور سیاست کے داؤ پیچ میں محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ چنانچہ نور الحسن صاحب ابن نواب صدیق حسن خانصاحب اقتراب الساعۃ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"اب اسلام کا صرف نام اور قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا ہے مسجدیں ظاہر میں تو آباد ہیں لیکن ہدایت سے بالکل ویران ہیں علماء اس امت کے بدتر ان کے ہیں جو نیچے آسمان کے ہیں انہیں میں سے فتنے نکلتے ہیں انہیں کے اندر پھر کر جاتے ہیں۔"

نوائے وقت جمعہ ۱۱ر فروری ۱۹۸۳ء میں رانا محمد سرور صاحب کے مضمون سے اسی حالت کے تسلسل کا پتہ چلتا ہے:۔

"آج ہماری اخلاقی حالت وہی ہے جس کو مؤرخین نے ملک و قوم کے حق میں زہرِ قاتل قرار دیا ہے۔ ہمارا حال ہمارے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔ ہم اپنے کندھوں پر روحانی و اخلاقی قدروں کا جنازہ اٹھائے ہوئے ہیں۔ عشرتِ امروز ہمارا فلسفہ ہے۔ لذت اور مسرت ہماری زندگی کی غایات ہیں۔ نشاطِ لمحۂ حاضر خیرِ برتر بن گئی ہے۔"

خدارا غور! کہ اسلام کے دامن میں محرومیاں ہی محرومیاں ہیں! یا عالمِ اسلام کی منتشر اور پراگندہ اقوام کے لئے کوئی حصارِ عافیت بھی ہے؟ کیا ایسے حالات میں اصلاحِ احوال علماءِ ظواہر (جن کی حالت اوپر بیان ہوئی ہے) کے بس میں ہے یا ایسی خدائی تقدیر جلوہ گر ہوگی جو عالمگیر فساد برپا ہونے پر ظاہر ہوا کرتی ہے؟

تاریخِ عالم اس بات پر شاہدِ ناطق ہے کہ وحدتِ قومی اور نہضتِ ملی مامور من اللہ کی قوتِ قدسیہ سے ہی معرضِ وجود میں آتی ہے اور قادرِ مطلق کی قدرتِ اولیٰ کا زبردست ہاتھ ہی مؤالفتِ قلوب اور مؤانستِ شعوب کا عقدۂ دشوار حل کرتا ہے۔ پھر قدرتِ اولیٰ کے بعد قدرتِ ثانیہ کے زبردست ہاتھ سے یہ روحانی تخم ریزی لہلہاتی کشتِ زار میں تبدیل ہوتی اور تقویت پکڑتی چلی جاتی ہے۔ ہر مادی مزاحمت اس کیلئے بطور کھاد ہوتی ہے۔ اور ہر طاغوتی مخالفت اس کی حقانیت پر صاد ہوتی ہے۔ یہی "مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ" کی عملی تصویر ہے، یہی آیت "وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ" کی حقیقی تعبیر

ہے۔ اور صرف یہی اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے لئے مبرم تقدیر ہے۔

اے چشمِ حقیقت بیں! کیا موجودہ اضطرابی و ہیجانی کیفیت کے پردہ میں تو اس تقدیر کا مشاہدہ نہیں کر رہی؟ کیا اس سراسیمگی کے عالم میں تجھے کوئی حصارِ عافیت نظر نہیں آ رہا؟ کیوں سمع و بصر بند کئے اور جوہرِ قلب کند کئے مدہوش ہے۔

اِک زماں کے بعد اسلام کے آنگن میں گلِ رعنا کھلا ہے اور موسمِ بہار کی رعنائیاں لوٹ آئی ہیں۔ قدرتِ ثانیہ کا چوتھا مظہر سریر آرائے خلافت ہے۔ امامِ وقت کی پکار اور وقت کی پکار میں یگانگت و ہم آہنگی ہے۔ اس پر لبیک کہتے ہوئے صیہونیت اور دہریت کے خلاف دعوت الی اللہ کے جہاد میں شامل ہو جاؤ۔

دعوت الی اللہ محض لاف و گزاف کا نام نہیں۔ اس کا رعونت آمیز تعلّیوں اور وعدۂ فردا کی تسلّیوں سے کوئی کام نہیں۔ آتشِ حسد بھڑکا کر معصومین کو بے خانماں اور سوختہ ساماں کرنے والے دعوت الی اللہ کا دم کیسے بھر سکتے ہیں؟ نقب زنی اور قتل و غارتگری کے مرتکب دَاعِيًا إِلَى اللهِ بِإِذْنِهٖ کے مظہر بننے کا دعویٰ کیسے کر سکتے ہیں؟

کیونکہ اس نور میں تاریکی کو دخل نہ تھا۔ وہ ذات سراپا رحمت و شفقت تھی جس نے اخلاقِ کریمانہ اور اوصافِ یگانہ سے دعوت الی اللہ کا حسین فرض ادا کر کے اپنی اُمّت کے لئے قابلِ تقلید و لائقِ تحسین اُسوہ بطور سُنّت چھوڑا۔ اس لئے اس جواں ہمّت اور فتح نصیب جرنیل کی قیادت میں تائیدِ حق کے لئے کمربستہ ہو جو اسلافِ عظام کی تابندہ روایات کو زندہ کرنے کا عزم کئے ہوئے ہے۔

یاد رکھو! دعوت الی اللہ کا شجرۂ طیّبہ معرفتِ الٰہی کے چشمہ سے سیراب ہوتا ہے۔ صبر و استقامت کے خمیر سے اُٹھتا اور عملِ صالح کی محنتِ شاقہ سے پنپتا ہے اور اس کے شیریں ثمرات حُسنِ قول اور حُسنِ عمل ہیں جو قلوب کو لذت یاب کر کے اس حُسنِ ازلی کا گرویدہ بنا دیتے ہیں۔
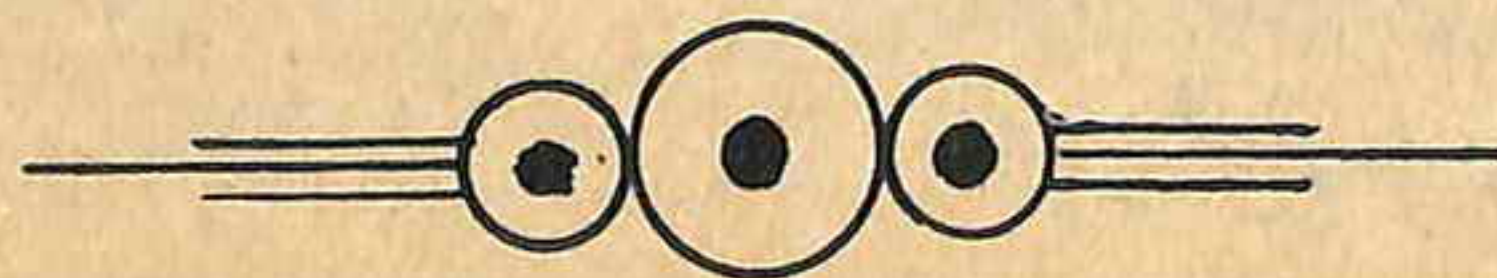
حضور کا پیغام احباب جماعت کے نام

میرے عزیز بھائیو اور بہنو!

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یکم مارچ ۱۹۸۳ء سے صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ اپنے دسویں مرحلہ میں داخل ہو چکا ہے۔ نویں سال کے آخر تک وعدہ جات کا $\frac{9}{15}$ یعنی ۶۰ فیصد ادا ہو جانا چاہیئے تھا لیکن دفتر کی طرف سے جو اعداد و شمار ملے ہیں اُس کے مطابق ابھی تک وصولی ۳۵ فیصد ہوئی ہے جو انتہائی قابلِ فکر ہے۔

صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کے قیام کا مقصد غلبۂ اسلام کی مہم کو تیز کرنا اور بنی نوعِ انسان کو اُمّتِ واحدہ بنا کر توحید کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے جس کی ذمّہ داری ہمارے کمزور کندھوں پر ڈالی گئی ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے ہمیں ہر قسم کی مالی، جانی اور جذباتی قربانیاں دینی ہوں گی۔ جو اخراجات درپیش ہیں وہ اس نوعیّت کے ہیں کہ وعدوں کی پوری وصولی کو آخری سال یعنی ۱۹۸۹ء تک مؤخر نہیں کیا جا سکتا۔ اگر تاخیر ہو جائے تو خطرہ ہے کہ بعض بُنیادی اہم ضرورت کے کام تشنۂ تکمیل رہ جائیں گے۔ لیکن اس وقت وصولی کی جو شکل سامنے آئی ہے وہ انتہائی فکر انگیز ہے۔

مَیں عالمگیر جماعت احمدیہ کو تحریک کرتا ہوں کہ اس ضمن میں اپنی ذمّہ داریوں کا احساس کریں۔ سابقہ کوتاہیوں کو دُور کریں اور کوشش کریں کہ ۲۹ فروری ۱۹۸۴ء تک اپنے بقایا وعدہ کا کم از کم $\frac{1}{2}$ حصّہ ادا کر دیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے اور ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔ اَللّٰھُمّ آمین

والسّلام۔ خاکسار

مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

قرآن پاک نے روزہ کے لیئے صَوْم کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اور جس ماہ میں ان کے رکھنے کا حکم دیا اس کا نام رَمَضَان رکھا ہے۔ رَمْضٌ سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ گرمی کے مہینے میں روزہ کا حکم نازل ہوا اس لیئے اس مہینہ کا نام رمضان ہو گیا۔ لیکن یہ امر درست نہیں اس لیئے کہ رمضان تو موسم سرما میں بھی آ جاتا ہے۔ پھر کیا اس کا نام بدل دیا جائے گا؟ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کا نام جو قرآن کریم نے خود رمضان رکھا تو اس میں یہ امر مخفی ہے کہ جب انسان اللہ کی رضا کے لیے روزہ رکھتا ہے اور رمضان میں اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے نیز اللہ تعالیٰ کے احکام کے لیئے ایک حرارت اور جوش اپنے اندر پیدا کرتا ہے اس لیئے جس مہینہ میں روحانی اور جسمانی حرارت و تپش کا ظہور ہوتا ہے اور روحانی ذوق و شوق پیدا ہو کر تزکیۂ نفس حاصل ہوتا ہے اسے رمضان کہتے ہیں۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں لِاَنَّهٗ يَرْمَضُ الذُّنُوْبَ اَیْ يُحْرِقُهَا یعنی رمضان گناہوں کو بھسم کر دیتا ہے اس لیئے اس کا نام رمضان ہے۔

رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے، دعاؤں کا مہینہ ہے، قرآن کی سالگرہ کا مہینہ ہے۔ اس لئے کہ یہی وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں قرآن پاک کا نزول ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ" کہ رمضان وہ (بابرکت) مہینہ ہے جس میں قرآن اُتارا گیا۔ اور یوں خدا نے بنی نوع انسان کے لیئے ان کا دین مکمل کر دیا۔ انہیں اتمام نعمت سے سرفراز فرما کر ان کے لیئے اسلام کو مقبول اور پسندیدہ مذہب قرار دیا۔ اور یہ مہینہ قرآن کی سالگرہ کا مہینہ اس لیئے بھی ہے کہ اس میں بکثرت تلاوتِ قرآن کی جاتی ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ حضرت جبرائیلؑ ہر سال رمضان میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کا ایک دَور مکمل کروایا کرتے تھے جس سال آپؐ کی وفات ہوئی اس (آخری رمضان) میں جبرئیلؑ نے آپؐ کو دوبار قرآن پاک کا دَور کروایا۔

حدیث میں رمضان کو "شهر الصّبر" اور "شهر المواسات" کہا گیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ مہینہ ضبطِ نفس کی تربیت اور قوم کے ناداروں سے ہمدردی کا مہینہ ہے۔

رمضان کے روزے ـــــ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہیں۔ ہمارے

آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی وروحی) نے جب مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو اُس کے دوسرے سال ماہِ شعبان میں اُمّتِ مسلمہ کے لئے روزے فرض کئے گئے۔

صوم کے لغوی معنی ہیں "الامساك عن الشّئ والترك له"، یعنی کسی چیز سے رُکنا اور اُسے چھوڑ دینا۔ (تاج العروس)

عرب جب صَامَتِ الرِّیحُ کہتے ہیں تو مطلب ہوتا ہے کہ "ہوا تھم گئی"۔ اکل و شرب سے رُک جانے کے معنوں میں مشہور عرب شاعر النابغہ ذبیانی کا یہ شعر پیش کیا جاتا ہے جس سے "صوم" کے معنوں پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ شاعر کہتا ہے ؎

خَیْلٌ صِیَامٌ وَخَیْلٌ غَیْرُ صَائِمَۃٍ
تَحْتَ الْعَجَاجِ وَاُخْرٰی تَعْلُكُ اللُّجُمَا

یعنی — جنگ کے غبار میں بعض گھوڑے چارہ کھانے سے رُکے ہوئے ہیں اور بعض نہیں۔ ان کے علاوہ کچھ اور ہیں جو کہ لگامیں چبا رہے ہیں یعنی جنگ میں کودنے کے لئے بے چین ہیں۔

لسان العرب میں لکھا ہے کہ "وَکُلُّ مُمْسِكٍ عَنْ طَعَامٍ اَوْ کَلَامٍ اَوْ سَیْرٍ فَھُوَ صَائِمٌ"۔ یعنی کھانے، بولنے اور چلنے پھرنے سے باز رہنے والے کو "صائم" کہتے ہیں۔

قرآن پاک میں لفظ صوم بات کرنے سے رُک جانے اور خاموش رہنے کے معنوں میں آیا ہے۔ چنانچہ سورۂ مریم میں فرماتا ہے — اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُکَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا ۝ یعنی میں نے خدائے رحمٰن کی خوشنودی کی خاطر روزہ کی منت مانی ہے کہ میں کسی انسان سے کوئی بات نہ کروں گی۔ قرآن پاک میں خاموشی کے اس مفہوم میں ایک اور حقیقت کو نمایاں کیا گیا ہے کہ وَاذْکُرْ رَّبَّكَ کَثِیْرًا ۝ یعنی کثرت سے ذکرِ الٰہی کرو۔ اور صبح و شام تسبیح و تحمید میں لگے رہو۔

اس کے علاوہ قرآن کریم میں صوم کو "صبر" کے لفظ سے بھی ادا کیا گیا ہے۔ جیسے فرمایا —— "وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ۔ صبر سے انسان میں استقلال، عزمِ راسخ اور ضبطِ نفس کی طاقتوں کو ترقی ملتی ہے اور روزہ کے مفہوم میں بھی عملاً یہی چیز پائی جاتی ہے۔

اسی طرح قرآن پاک میں روزہ رکھنے والوں کے لئے "اَلسَّائِحُوْنَ" اور "اَلسَّائِحَاتِ" کے الفاظ بھی آئے ہیں جو سَاحَ یَسِیْحُ سے اسم فاعل ہیں۔ جس کے معنی ہیں "سفر کرنے والے مرد" اور "سفر کرنے والی عورتیں"۔ گویا اس لفظ کے ذریعہ بتایا کہ "روزہ دار ایک روحانی سفر کرنے والا ہے"۔

اصطلاحِ شریعت میں ایک معین وقت تک کے لئے کھانے پینے سے رُکنے اور جنسی تعلقات نیز بیہودہ کلام سے پرہیز کرنے کو روزہ یا صوم کہتے ہیں۔ اور مفردات میں امام راغبؒ نے اس کے شرعی معنی یہ بیان کئے ہیں کہ "کسی ایسے شخص کا جو احکامِ شریعت کا مکلف ہو طلوعِ فجر سے غروبِ آفتاب

تک روزے کی نیت سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے ارادۃً کھانے، پینے، جماع کرنے اور ہر قسم کی لغویات سے مجتنب رہنا" روزہ کہلاتا ہے۔

مندرجہ بالا بحث کی روشنی میں امر روزہ کی حقیقت یہ ہے کہ روزہ دار بکثرت کلام سے پرہیز کرے بلکہ کثرتِ ذکرِ الٰہی کو اپنا مطمحِ نظر اور دستور العمل بنائے۔ روزہ کا مقصد اسلامی اصطلاح میں انسان کے اندر قوتِ ضبط اور جذباتِ نفسانی پر حکومت کرنے کی تربیت ہے۔ اور جب انسان اس تربیت کو حاصل کر لیتا ہے تو وہ اپنے مقصدِ تخلیق کو بھی پا لیتا ہے اور حقیقی عبد قرار پاکر مسجودِ ملائکہ بنا دیا جاتا ہے۔ اس کی زندگی ایک ملکوتی زندگی ہو جاتی ہے۔ وہ زمینی نہیں رہتا بلکہ آسمانی ہو جاتا ہے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی محبت اور معیت کے شیریں و لذیذ ثمرات سے متمتع ہوتا ہے۔ اس لیئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت دی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:۔

"حقیقی روزہ دار کا اجر میں خود ہوں"

روزہ اور مذاہبِ عالم

قرآن پاک کی آیت ـــــ "کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ" سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ پہلی اُمتوں میں بھی کسی نہ کسی حیثیت سے رکنِ عبادت کے طور پر موجود تھا۔

● احادیث میں حضرت نوحؑ کے روزوں کا ذکر ملتا ہے جو کہ سب سے پہلے شارع نبی تھے۔ گویا سب سے پہلی شریعت میں بھی روزوں کا حکم دیا گیا۔ (ملاحظہ ہو ابن ماجہ کتاب الصیام باب ما جاء فی صیام نوحؑ)

● پھر احادیث میں حضرت داؤدؑ کے روزہ کا ذکر آتا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

"احبّ الصوم الی اللہ عزّ وجلّ صوم داؤد علیہ السلام کان یصوم یومًا و یفطر یومًا" (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۱۹۵۔ بخاری، مسلم، ترمذی کتاب الصوم)

یعنی اللہ کی نظر میں سب سے پیارے روزے داؤد علیہ السلام کے ہیں۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے (یعنی روزہ نہیں رکھتے تھے۔)

● اسی طرح حضرت موسیٰؑ کے روزوں کا ذکر بھی احادیث میں ملتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ:۔

"قَدِمَ النّبیّ صلی اللہ علیہ وسلم المَدِیْنَۃَ فرأی الیَھُوْدَ تَصُوْمُ یَوْمَ عَاشُوْرَاء فَقَالَ مَا ھٰذَا قالوا ھٰذا یوم صالحٌ ھٰذا یوم نَجّی اللّٰہُ بنی اسرائیلَ مِنْ عَدُوِّھِمْ فَصَامَہٗ موسیٰ" (بخاری کتاب الصوم باب صیام یوم عاشوراء)

یعنی حضورؐ مدینہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشوراء کا روزہ رکھتے دیکھا

فرمایا۔ یہ کس دن کا روزہ ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ ایک عمدہ دن کی یادگار ہے یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو ان کے دشمنوں سے نجات عطا فرمائی۔ چنانچہ موسیٰؑ نے اس دن روزہ رکھا۔

بخاری کتاب الانبیاء میں یہی روایت ان الفاظ میں آئی ہے کہ یہودیوں نے بتایا کہ :-

"هٰذا يَوْمٌ عَظِيْمٌ وَّهُوَ يَوْمٌ نَجَّى اللّٰهُ فِيْهِ مُوسٰى وَاَغْرَقَ اٰلَ فِرْعَوْنَ فَصَامَ مُوسٰى شُكْرًا لِلّٰهِ۔

یعنی یہ ایک عظیم الشان دن ہے اور یہی وہ دن ہے کہ جب اللہ نے موسیٰ کو نجات عطا کی اور فرعون اور اسکے ساتھیوں کو غرق کر دیا تو موسیٰؑ نے ربّ کریم کی شکر گزاری کرتے ہوئے یہ روزہ رکھا۔

* اب ہم مذاہبِ عالم میں روزہ کے رواج اور اس کے تصوّر کا ذکر کرتے ہیں۔ ہندو مذہب ایک قدیمی مذہب ہے۔ اس میں بھی اس کا رواج ملتا ہے۔ ہندو اسے "برت" کہتے ہیں۔ ہر ہندی مہینہ کی گیارھویں اور بارھویں تاریخ کو برہمنوں کا ایکادشی کا روزہ ہوتا ہے۔ یوں ان کے ہاں سال میں ۲۴ روزے رکھے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہندو جوگیوں میں چلہ کشی کا رواج اب تک ہے جس کے دوران وہ ۴۰، ۴۰ روز تک کھانے پینے سے احتراز کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ برہمن کاتک کے مہینہ میں ہر دوشنبہ کو بھی روزہ رکھتے ہیں۔

● جین مت والوں نے بھی روزہ پر بہت زور دیا ہے۔ اور اُن کے ہاں چالیس چالیس دن کے روزے ہوتے ہیں

● قدیم مصریوں، یونانیوں اور پارسی مذہب والوں کے ہاں بھی روزہ ایک مذہبی رسم کے طور پر رائج تھا۔ چنانچہ مولانا سلیمان ندوی نے سیرۃ النبیؐ جلد پنجم میں انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا کے حوالہ سے لکھا ہے کہ :-

"قدیم مصریوں کے ہاں بھی روزہ دیگر مذہبی تہواروں کے شمول میں نظر آتا ہے۔ یونان میں صرف عورتیں "تھسموفیریا" کی تیسری تاریخ کو روزے رکھتی ہیں۔ پارسی مذہب میں گو عام پیروؤں پر روزہ فرض نہیں لیکن اُن کی الہامی کتاب کی ایک آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ روزہ کا حکم اُنکے یہاں موجود تھا۔ خصوصاً مذہبی پیشواؤں کے لئے تو پنجسالہ روزہ ضروری تھا۔"

(سیرۃ النبی جلد ۵ صہ ۲۱۲)

● یہود کی کتبِ مقدسہ میں بھی روزہ کا ذکر موجود ہے اور یہودی حضرت موسیٰؑ کی اتباع میں روزہ رکھتے ہیں۔ عہدِ بابل میں روزہ اُن کے ہاں ماتم اور سوگ کی علامت بن گیا تھا۔ اگر کوئی خطرہ درپیش ہوتا یا کوئی کاہن کسی الہام یا نبوّت کے لیے تیاری شروع کرتا تو اُس وقت روزہ ضرور رکھا جاتا۔ ملک میں

کوئی وبا آتی، مصیبت نازل ہوتی، قحط سالی سے اسطہ پڑتا یا بادشاہ کسی بڑی مہم پہ روانہ ہونے لگتے تو روزہ رکھا جاتا۔ الغرض یہود کی کتبِ مقدسہ میں روزے کا حکم موجود ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کے بارہ میں عہد نامہ قدیم کی کتاب "خروج" میں لکھا ہے کہ:۔

"سو وہ چالیس دن اور چالیس رات
وہیں خداوند کے پاس رہا اور نہ روٹی
کھائی اور نہ پانی پیا۔"

اس کے علاوہ ۲-سموئیل باب ۱۲، آیت ۱۵-۱۶ میں لکھا ہے:۔

"اور خداوند نے اُس لڑکے کو جو
اوریاہ کی بیوی کے، داؤد سے پیدا
ہوا تھا مارا اور وہ بہت بیمار ہو گیا۔
اس لئے داؤد نے اُس لڑکے کی خاطر
خدا سے منّت کی اور داؤد نے روزہ
رکھا اور اندر جا کر ساری رات زمین پر
پڑا رہا۔"

اور زکریاہ باب ۷ آیت ۴ تا ۶ میں لکھا ہے:۔

"تب رب الافواج کا کلام مجھ پر نازل
ہوا کہ مملکت کے سب لوگوں اور کاہنوں
سے کہہ کہ جب تم نے پانچویں اور ساتویں
مہینے میں ان ستر برس تک روزہ رکھا
اور ماتم کیا تو کیا کبھی میرے لئے خاص
میرے ہی لئے روزہ رکھا تھا؟

ان حوالوں سے عیاں ہے کہ یہودیوں میں بھی روزے رکھنے کا دستور تھا۔ یہودی تقویم میں روزہ کے دن محدود اور قدیم ہیں۔ اُن میں ایک تو "مسلسل روزے" ہیں جن کا تعلق قدیم حوادث اور واقعات سے ہے۔ ان کے علاوہ کچھ روزے اور ہیں جو مقامی اور علاقائی کہے جا سکتے ہیں۔ ان کا تعلق بھی یہودیوں کے تاریخی مصائب سے ہے۔ کچھ انفرادی روزے بھی ہیں جن کو ہر شخص اپنے حالات اور ضروریات کے مطابق رکھ سکتا ہے۔ ایک کفّارہ کا روزہ بھی ہے جو مئی کے نویں روز رکھا جاتا ہے۔ یہ روزہ ہیکل کے پہلی یا دوسری بار جلائے جانے کی یادگار میں رکھا جاتا ہے اور شام سے شام تک چلتا ہے۔ کچھ جزوی روزے بھی رائج ہیں۔ ان میں صرف گوشت کھانا اور شراب پینا منع ہوتا ہے۔ روزہ یہودیوں میں اشراق کے وقت سے شروع ہو کر رات کے پہلے تارے کے طلوع ہونے تک جاری رہتا ہے۔

● عیسائیت میں بھی روزہ کا تصوّر موجود ہے چنانچہ عہد نامہ جدید میں روزہ کی تعلیم صراحتاً موجود ہے۔ حضرت مسیحؑ نے بھی ۴۰ روزے رکھے تھے۔ چنانچہ متی باب ۴ آیت ۱-۲ میں لکھا ہے:۔

"اُس وقت رُوح یسوع کو جنگل میں
لے گیا تاکہ ابلیس سے آزمایا جائے اور
چالیس دن اور چالیس رات فاقہ کر کے
آخر کو اُسے بھوک لگی۔"

یہاں فاقہ سے مراد روزہ ہی ہے۔

اسی طرح متی باب ۹-آیت ۱۴-۱۵ میں لکھا ہے:۔

"اُس وقت یوحنا کے شاگردوں نے اُس کے پاس آکر کہا۔ کیا سبب ہے کہ ہم اور فریسی تو اکثر روزہ رکھتے ہیں اور تیرے شاگرد روزہ نہیں رکھتے؟ یسوع نے اُن سے کہا۔ کیا براتی جب تک دولہا اُن کے ساتھ ہے ماتم کر سکتے ہیں؟ مگر وہ دن آئیں گے کہ دولہا اُن سے جدا کیا جائے گا۔ اُس وقت وہ روزہ رکھیں گے۔"

ایک دفعہ عیسیٰ علیہ السلام سے اُن کے حواریوں نے دریافت کیا کہ ہم پلید رُوحوں کو کیسے نکال سکتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:۔

"مگر اس طرح کے دیو بغیر دُعا اور روزہ کے نہیں نکالے جا سکتے۔"

(متی باب ۱۷ آیت ۲۱)

پھر پہاڑی وعظ میں مسیح اپنے شاگردوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:۔

"اور جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت اُداس نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنا مُنہ بگاڑتے ہیں تاکہ لوگ اُن کو روزہ دار جانیں۔"

(متی باب ۶ آیت ۱۶)

عیسائیوں کے ہاں روزہ ایک دن کا بھی ہوتا تھا اور ۲/۱ ۱ دن کا بھی نیز مسلسل چالیس گھنٹے کا بھی۔ اس کے علاوہ "دُکھوں اور صلیب کے جمعہ" کا روزہ ایک عوامی اور مقبول روزہ تھا جو دوسری صدی مسیحی میں بعض ممالک میں رائج تھا۔ اسی طرح بپتسمہ کے خواہشمند بھی ایک یا دو دن کا روزہ رکھتے تھے اور اس میں بپتسمہ لینے اور دینے والا دونوں شریک ہوتے تھے۔

● مشرکین عرب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل زمانۂ جاہلیت میں عاشورا (دسویں محرم) کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

(بخاری کتاب الصّوم)

الغرض "دنیا کے ہر مذہب و ملت میں روزہ کا رواج ملتا ہے۔ اور اکثر مذاہب میں چھوٹے بڑے اور متوسط طبقات سبھی کے لئے روزہ کا وجود پایا جاتا ہے۔ اگر کہیں اجتماعی رنگ میں نہیں رہا تو انفرادی رنگ میں اس کا رواج ضرور رہا ہے" اور یہ خلاصہ ہے اس مضمون کا جو انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا جلد ۹ میں زیر عنوان FASTING لکھا گیا ہے۔ اسی طرح اس میں لکھا ہے کہ:۔

"FASTING AT SPECIAL TIMES IS ALSO CHARACTERISTIC OF THE WORLD'S GREAT RELIGIONS."

کہ "اہم مواقع پر روزہ رکھنا تمام مذاہبِ عالم کا خاصہ ہے۔"

پس مندرجہ بالا ساری بحث قرآنی بیان "کَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ" کی صداقت پر شاہد ناطق ہے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ اس سے

قرآن کی صداقت ثابت ہوتی ہے، اس کو اتارنے والی ہستی کے وجود کا پتہ ملتا ہے جس نے اسے حق و حکمت کے ساتھ اتار کر "اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۙ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ؕ" کا مصداق بنایا۔ اور اس نبی اُمّیؐ (فداہ روحی وجنانی) کی صداقت عیاں ہوتی ہے جو دُنیا کی تاریخ کے بارہ میں کچھ نہ جانتا تھا۔ لیکن اُس کی بیان کردہ باتوں کی تصدیق ہر زمانہ نے کی اور ہمیشہ کرتا رہے گا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

روزہ اور اسلام

اسلام میں روزہ شعبان ۲ھ میں مدینہ منورہ میں فرض ہوا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر روزہ کی فرضیت کا حکم اِن الفاظ میں نازل فرمایا:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۞ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۞ (بقرہ: ۱۸۴ تا ۱۸۶)

ترجمہ:۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اُسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح اُن لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تا کہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔ (سو تم روزے رکھو) چند گنتی کے دن۔ اور تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو (اُسے) اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی) ہوگی۔ اور اُن لوگوں پر جو اِس (یعنی روزہ) کی طاقت نہ رکھتے ہوں (بطور فدیہ) ایک مسکین کا کھانا دینا (بشرط استطاعت) واجب ہے۔ اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے کوئی نیک کام کرے گا تو یہ اس کیلئے بہتر ہوگا۔ اور اگر تم علم رکھتے ہو تو (سمجھ سکتے ہو کہ) تمہارا روزے رکھنا تمہارے لیے

بہتر ہے۔ رمضان کا مہینہ وہ (مہینہ) ہے جس کے بارہ میں قرآن (کریم) نازل کیا گیا ہے (وہ قرآن) جو تمام انسانوں کے لیئے ہدایت (بنا کر بھیجا گیا) ہے۔ اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے۔ (ایسے دلائل) جو ہدایت پیدا کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی (قرآن میں) الٰہی نشان بھی ہیں۔ اس لیئے تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو (اس حال میں) دیکھے (کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اُسے چاہیئے کہ وہ اس کے روزے رکھے۔ اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اُس پر اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی واجب) ہوگی۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور (یہ حکم اُس نے اس لیئے دیا ہے کہ تم تنگی میں نہ پڑو اور) تاکہ تم تعداد کو پُورا کر لو اور اس (بات) پر اللہ کی بڑائی کرو کہ اُس نے تم کو ہدایت دی ہے اور تاکہ تم (اسکے) شکر گزار بنو۔

ان آیاتِ کریمہ میں روزہ کے ثمرات و برکات بیان کرتے ہوئے مندرجہ ذیل باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ انسان اپنے نفس پر حاکم ہو کر پاکیزگی کے اعلیٰ مقام تک پہنچ جائے متقی ہو کر ہر قسم کے دکھوں سے بچ جائے۔ اور یہ ثمرہ "لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ" کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اور بتایا کہ روزہ جہاں گناہوں کے مقابلہ میں ڈھال ہے وہاں اس کی علّتِ غائی یہ ہے کہ خدا مل جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ روزہ دار کو یہ بشارت دیتا ہے کہ "اَنَا اَجْزِی بِہٖ" یعنی مَیں اس کا بدلہ ہوں گا۔ گویا اس سے وصالِ الٰہی حاصل ہوتا ہے اور روزہ دار خدا کا محبوب ہو جاتا ہے۔ ہاں ایسا محبوب کہ جس کے مُنہ کی بُو کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پیاری ہے۔

۲۔ روزہ کا دوسرا ثمرہ ـــــ "وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ" کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ روزہ چونکہ تمہاری جسمانی، اخلاقی اور روحانی کمزوریوں کو دُور کرتا ہے لہذا روزے رکھنا تمہارے لیئے بڑا ہی موجب خیر و برکت ہے۔

۳۔ "وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ" کے الفاظ میں روزہ کا تیسرا ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ مومنو! اس عطائے ہدایت پر اللہ کی بڑائی اور اس کی عظمت بیان کرو حقیقی توحید کو دلوں میں جاگزیں کر کے اپنے آپ کو اللہ کی بڑائی کے اظہار کے لیئے وقف کر دو۔

۴۔ اور روزہ کا چوتھا ثمرہ ـــــ "لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ" کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے تاکہ تم اس نزولِ برکت پر جو قرآن پاک اور رمضان کے ذریعہ ہوئی ہے حقیقی شکر گزار بنو۔ عربی میں "شکر" کے معنی ـــ قدر کرنے

اور پورا حق ادا کرنے کے ہیں۔ خدا کا شکر
ادا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے جملہ
اعضاء اللہ کی بندگی کو اختیار کر کے اسکے
حکموں پر چلنے لگ جائیں۔ رمضان میں اسکی
تربیت بھی انسان کو حاصل ہو جاتی ہے۔

روزہ اور قربِ الٰہی

قرآن پاک نے رمضان اور روزوں کے ذکر
کے معًا بعد قبولیتِ دُعا کے مضمون کو بیان کیا ہے
جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ (۱) قربِ الٰہی کے
حصول کا بڑا ذریعہ ہے۔ (۲) روزہ کا قبولیتِ دعا
سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ
قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ
اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ
وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝
(بقرہ: ۱۸۷)

یعنی ــــ جب میرے بندے تجھ سے
میرے متعلق پوچھیں تو (تو جواب دے
کہ) میں (اُن کے) پاس (ہی) ہوں۔
جب دُعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں
اُس کی دُعا قبول کرتا ہوں، سو چاہیئے
کہ وہ (دُعا کرنے والے بھی) میرے
حکم کو قبول کریں۔ اور مجھ پر ایمان لائیں

اِس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اُجِیْبُ
کا لفظ بیان فرمایا ہے۔ یہ لفظ لغتِ عرب میں دو
معنوں میں آتا ہے۔ (۱) سوال ہو تو اس کے
مقابلہ میں جواب دینا مراد ہوتا ہے۔ (۲) مطالبہ
ہو تو قبول کرنا مراد ہوتا ہے۔ یہاں اللہ تعالےٰ
نے دونوں معنوں کو مدِّنظر رکھا ہے اور بتایا ہے
کہ اگر روزہ دار "دُعا" کی طرف متوجہ ہوں گے تو
اُن کی دُعائیں بھی سُنوں گا اور ان کی حاجت روائی
بھی کروں گا۔ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ دُعاؤں کی
قبولیت کے ثبوت رُؤیا، مبشرات اور مکاشفات
کے ذریعہ سے بھی اُن پر ظاہر کروں گا۔ اس سے پتہ
چلتا ہے کہ روزہ قبولیتِ دُعا کا ایک ذریعہ ہے،
قربِ الٰہی کے حصول کا باعث ہے اور یہ کہ روزہ
نام ہے مَلکیّت کی خصوصیات کو حاصل کرنے کا
اور یہ نام ہے بہیمیّت کے مقتضیات کو ترک کرنے کا۔

فضائلِ صیام احادیث کی روشنی میں

کتبِ حدیث میں فضائلِ صیام پر بے شمار
احادیث موجود ہیں۔ جن کا ذکر اِس مختصر مضمون میں
ناممکن ہے تاہم بعض نہایت اہم اور ضروری
احادیث جن میں ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
(فداہ رُوحی وجنانی) نے روزہ کی فضیلت
بیان فرمائی ہے کو اس جگہ بیان کرنا ضروری سمجھتا
ہوں۔ چنانچہ ایک حدیث میں جو کہ اصح الکتب

شخص رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رکھے گا تو غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ــــ یعنی اُس کے سب اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے (بخاری کتاب الصوم۔ باب مَن صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا)۔

اور ایک حدیثِ قدسی میں روزہ کو گناہوں کے مقابلہ میں ڈھال قرار دیکر روزہ کی جزاء عام اعمال کے مقابلہ میں یہ بیان کی گئی ہے کہ اس سے خدا مل جاتا ہے، انسان خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کی شان یہ ہو جاتی ہے کہ وہ ہر قسم کی لغویات سے احتراز کرنے لگتا ہے۔ اِس سے پتہ چلتا ہے کہ روزہ تمام عبادات میں سب سے افضل ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حدیثِ قدسی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"قَالَ اللّٰهُ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّيَامَ فَاِنَّهٗ لِيْ وَ اَنَا اَجْزِيْ بِهٖ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ امْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ وَ

(بخاری۔ کتاب الصوم باب هَلْ يَقُوْلُ اِنِّيْ صَائِمٌ اِذَا شُتِمَ)

یعنی ــــ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ابنِ آدم کا ہر عمل اُس کے لیے ہوتا ہے سوائے روزہ کے۔ روزہ میرے لیے ہے اور مَیں ہی اس کا بدلہ ہوں۔ اور روزے ایک ڈھال ہیں اور جب تم میں سے کسی نے روزہ رکھا ہُوا ہو تو وہ کوئی فحش بات نہ کرے (اسی مضمون کو دوسری حدیث میں یوں بیان فرمایا کہ اگر کوئی روزہ دار جھوٹ بولنا نہیں چھوڑتا تو خدا کو اُس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی حاجت نہیں ــ (ترمذی ابواب الصوم) اور نہ شور و غل کرے اور اگر کوئی اُس کو گالی دے یا اُس سے لڑے تو چاہیئے کہ وہ یہ کہہ دے کہ مَیں روزہ دار ہوں۔ اور اُسی ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یقیناً روزہ دار کے مُنہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بُوئے مُشک سے بھی زیادہ پسندیدہ اور پیاری ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں، جن سے وہ خوش ہوتا ہے پہلی اُس وقت جبکہ وہ (شام کے

دوسری جب وہ اپنے رب سے ملاقات
کرے گا تو اپنے روزہ کی وجہ سے
خوش ہوگا۔

اسلامی روزہ کو ایک یہ فضیلت بھی حاصل
ہے کہ اس سے انسان کو کئی قسم کی اور نیکیاں بجا
لانے کی توفیق بھی مل جاتی ہے جس کے نتیجہ میں ایک
طرف تو روزہ دار ہر قسم کے شیطانی وجودوں کے
اثرات سے بچایا جاتا ہے اور دوسری طرف اُس
کے لئے جنّت کے دروازے "وا" کئے جاتے ہیں۔
الغرض یہ مبارک ایام نیکی کی ندا کرتے ہیں۔ چنانچہ
حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کی پہلی رات آتی
ہے تو

"صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ وَ
مَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ
النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ
وَفُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ
يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ۔ وَيُنَادِيْ
مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ وَيَا
بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ
مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ۔"

(جامع الترمذی۔ ابواب الصوم۔
باب فی فضل شهر رمضان)

یعنی ۔۔۔ شیطان اور سرکش جن
جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ دوزخ کے
دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔
اور ایک بھی دروازہ اُس کا کھولا
نہیں جاتا۔ جبکہ جنّت کے تمام دروازے
کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کا کوئی
دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ اور ایک
منادی کرنے والا یہ اعلان کرتا ہے
کہ اے خیر کے متلاشیو! نیکی کی طرف
دَوڑو۔ اور اے بُرائی کا ارادہ کرنے
والو! بدی سے رُک جاؤ۔ چنانچہ
مولا کریم اِس ماہ میں کئی لوگوں کو آگ
سے بچاتا ہے۔ اور یہ امر اس سارے
مہینہ میں ہر روز دُہرایا جاتا ہے۔

روزہ دار کے لئے جنّت کا دروازہ کھلنے کے اس
مضمون کو ایک دوسری حدیث میں یوں بیان کیا گیا
ہے کہ روزہ داروں کے لئے جنّت میں ایک خاص
دروازہ ہے جس کا نام ریّان ہے۔ ریّان ۔۔۔ ریّ
سے صفتِ مشبّہ ہے جس کے معنی ہیں ۔۔۔ "سیر ہونا"
گویا روزہ دار کا یہ بدلہ اُسے ہر نعمت سے سیری
کی صورت میں ملے گا۔ چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں:۔

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ
الرَّيَّانُ يَدْخُلُ فِيهِ الصَّائِمُونَ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مَعَهُمْ
أَحَدٌ غَيْرُهُمْ۔ يُقَالُ أَيْنَ
الصَّائِمُونَ؟ فَيَدْخُلُونَ فِيهِ
فَإِذَا دَخَلَ آخِرُهُمْ أُغْلِقَ

فَلَمْ يُدْخُلْ فِيْهِ اَحَدٌ۔"

(صحیح مسلم۔ کتاب الصیام۔ باب فَضْلُ الصِّیام)

یعنی ۔ جنت کے دروازوں میں ایک خاص دروازہ ہے جس کو الرَّیَّان کہا جاتا ہے۔ قیامت کے روز اُس میں سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔ اُن کے سوا کوئی اور اُس میں سے داخل نہ ہو سکے گا۔ اُس دن پُوچھا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ چنانچہ وہ اُس میں سے داخل ہوں گے۔ جب اُن میں سے آخری فرد اُس میں سے داخل ہو جائے گا تو اس دروازہ کو بند کر دیا جائے گا اور پھر کوئی اس میں داخل نہ ہو گا۔

اسلامی روزہ کی ایک فضیلت یہ ہے کہ یہ تزکیہ نفس کا موجب ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے "زَكٰوةُ الْجَسَد" قرار دیا ہے ۔۔۔ (ابن ماجہ کتاب الصیام۔ باب فی الصوم زکوٰۃ الجسد)

روزہ کے ذریعہ سے ضبطِ نفس کی جو بہترین تربیت ہوتی ہے اُس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "الصِّیام نصف الصبر" یعنی روزہ تو آدھا صبر ہے۔ (ابن ماجہ کتاب الصیام)۔

پھر ایک حدیث میں صبر کو نصف الایمان قرار دیا گیا ہے تو دوسری حدیث میں صبر کی جزاء جنّت بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ صبر کے نتائج پر غور کیا جائے تو اس سے انسان کے اندر قوّتِ برداشت، بُردباری، ایثار اور قربانی کے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہی اعمال ہیں جو روزہ کے نتیجہ میں انسان کے اندر پیدا ہو کر اُس کے لیے جنّت کی راہیں کشادہ کرتے ہیں۔

روزوں کا تعلق صدقہ و خیرات سے بہت زیادہ ہے۔ بلکہ رمضان کو سخاوت کا مہینہ قرار دیا جائے تو کوئی مبالغہ نہیں۔ کیونکہ ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو مال کی سخاوت کرنے میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ ان کے بارہ میں صحیح بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی یہ حدیث آتی ہے کہ رمضان میں آپؐ کی سخاوت کا یہ حال ہو جاتا تھا کہ آپؐ تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخاوت کرتے (بخاری کتاب الصوم۔ باب اَجْوَدُ مَا کَانَ النَّبِیُّ یکون فی رمضان)۔ اللہ اللہ! کیا پیارا اُسوہ ہے ہمیں بھی رمضان کے بابرکت مہینہ میں اس مبارک اُسوہ پر عمل کرنا چاہیئے۔

مُسند احمد بن حنبل میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ایک بڑی ہی پیاری حدیث آتی ہے جس میں روزہ اور قرآن کی فضیلت کو یوں بیان کیا گیا کہ "اَلصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ" کہ روزہ اور قرآن بندے کے حق میں

سفارش کریں گے۔ روزہ عرض کرے گا کہ اے میرے خدا! میں نے اس بندے کو کھانے پینے اور خواہشاتِ نفسانی سے دن کے وقت روکے رکھا لہٰذا اس کے حق میں تو میری سفارش قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا کہ میں نے اسے رات بھر سونے سے روکے رکھا (یعنی یہ رات بھر میری تلاوت میں مشغول رہا ہے اور سویا نہیں) تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ چنانچہ ان دونوں کی سفارش خدا قبول فرمائے گا۔ (مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۱۷۴)

اس حدیث سے روزہ رکھنے اور رمضان کے دنوں میں بکثرت تلاوتِ قرآن کرنے کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ اور یہ اسلامی روزہ کی فضیلت ہے کہ وہ روزہ رکھنے والوں کو عظیم الشان جزاء کے ملنے کی بشارت دیتا ہے۔

اسلامی روزہ کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں سحری کھانے کا حکم دیا گیا ہے اور فرمایا کہ ––

"تَسَحَّرُوا فَاِنَّ فِی السُّحُوْرِ بَرَکَۃً۔" (ترمذی۔ ابواب الصوم باب ما جاء فی فضل السحور)

یعنی –– سحری کھایا کرو۔ کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں مابہ الامتیاز یہ ہے کہ ہمیں سحری کھانے کا حکم دیا گیا ہے اور انہیں اس کا کوئی حکم نہیں تھا۔ (سُنن نسائی۔ کتاب الصیام باب فضل ما بین صیامنا وصیام اھل الکتاب)

چنانچہ سحری کی برکات پر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ اس سے قوائے جسمانیہ بیماری اور کمزوری سے محفوظ رہتے ہیں اور ان میں ایک طرف تو کام کرنے کی طاقت قائم رہتی ہے اور دوسری طرف انسان حالتِ روزہ میں ریاضت و مجاہدہ میں بھی دلجمعی کے ساتھ مشغول رہتا ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ رات کو سحری کے لئے جب اُٹھتا ہے تو تہجد کی ادائیگی اور فجر کے وقت قرآن کی تلاوت کی توفیق بھی پا جاتا ہے۔

پھر رمضان کے آخری ایام میں لیلۃ القدر، جسے ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا گیا ہے، کی تلاش کے لئے کمرِ ہمت کسنے کی ترغیب دیکر اگلے پچھلے گناہوں کی بخشش کی نوید دی گئی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"مَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔" (بخاری۔ کتاب الصوم باب مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا)

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ جب آخری عشرہ آتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کمر کس لیتے اور ان راتوں کو خود بھی زندہ کیا کرتے یعنی ساری ساری رات عبادت میں گزارا کرتے اور اپنے اہل و عیال کو

بھی اس کے لیئے جگایا کرتے تھے۔ (بخاری۔ کتاب الصوم باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان)

الغرض روزہ جامع فضائل ہے۔ جیسا کہ امام بیہقیؒ کی کتاب "شعب الایمان" کی اس حدیث سے واضح ہوتا ہے جس کے راوی "سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ" یعنی حضرت سلمان فارسیؓ ہیں آپ بیان کرتے ہیں کہ ماہ شعبان کے آخری ایام میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کے سامنے یہ خطبہ ارشاد فرمایا کہ —— "اے لوگو! ایک قابل عظمت بابرکت مہینہ کی آمد آمد ہے۔ ہاں وہ مبارک مہینہ کہ جسکی ایک رات ہزار راتوں سے زیادہ بہتر ہے۔ اس ماہ کے روزے خدا تعالیٰ نے فرض قرار دیئے ہیں۔ اور اس کی راتوں کو عبادت میں گزارنا باعث ثواب ہے۔ جو شخص بھی اس ماہ میں خدا کی رضا اور اس کے قرب کے حصول کے لیئے نیک اعمال بجالائے گا تو اسے دوسرے فرائض کے برابر اس کا ثواب ملے گا۔ اس ماہ میں فرائض کی ادائیگی کا ثواب دوسرے ایام کے ستر فرضوں کے برابر ہے۔ یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی کا مہینہ ہے۔ اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومنوں کے رزق میں فراخی عطا کی جاتی ہے۔ جو اس ماہ میں کسی روزہ دار کی افطاری کرائے گا تو اس کے بدلہ میں اسے گناہوں سے مغفرت اور دوزخ سے آزادی نصیب ہوگی اور اس کو روزہ دار کے ثواب میں کمی کئے بغیر اس عمل کا ثواب روزہ دار کے برابر ملے گا۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو افطاری کرانے کی سہولت میسر نہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ یہ ثواب اس شخص کو بھی ملے گا جو تھوڑے سے دودھ یا لسی یا پانی کے گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ کھلوائے گا۔ اور کسی روزہ دار کو خوب سیر کرکے کھلائے گا تو اس کو اللہ میرے حوض کوثر سے ایسا سیراب کرے گا کہ اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کے ابتدائی ایام رحمت الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہیں اور درمیانی ایام باعث مغفرت اور آخری ایام تو دوزخ سے بچاؤ کا ذریعہ ہیں۔"

(شعب الایمان بیہقی)

بہرحال اب جبکہ رمضان آیا چاہتا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کا خاص اہتمام کریں۔ اس کی آمد پر خوشی سے رضائے مولا کی تلاش میں لگ جائیں کہ حدیث میں آتا ہے کہ یہ ایک ایسا عمل ہے "فَاِنَّہٗ لَا مِثْلَ لَہٗ" یعنی روزہ کے برابر کوئی اور عمل نہیں ہے۔ (نسائی۔ کتاب الصیام باب فضل الصیام) اور اس قدر سختی سے اس کا حکم دیا گیا ہے کہ اگر کوئی ماہ رمضان میں بغیر کسی شرعی عذر کے روزہ چھوڑتا ہے تو حدیث میں آتا ہے کہ "لَمْ یَقْضِ عَنْہُ صِیَامُ الدَّھْرِ" یعنی ایسا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اگر اس کی بجائے ساری عمر بھی روزے رکھتا رہے تو بھی اس کی تلافی نہیں کر سکتا (ابوداؤد کتاب الصوم۔ باب التغلیظ فیمن افطر عمدًا)

روزہ کے اِن سب فضائل نے رمضان المبارک کے جشن کو سب کے لئے عام اور ابرار و متّقین کے حق میں فصلِ بہار بنا دیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ میرے پیارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں۔"

(الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء)

آخر میں روزہ کی تاثیرات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

تاثیراتِ روزہ

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"ایک مرتبہ ایّامِ جوانی میں ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر ملک صورت خواب میں دکھائی دیا اور اُس نے یہ ذکر کر کے کہ کسی قدر روزے انوارِ سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سُنّتِ خاندانِ نبوت ہے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ میں اس سُنّتِ اہلبیتِ رسالت کو بجا لاؤں۔ میں نے رؤیا مذکورہ بالا کے موافق چھ ماہ تک برابر مخفی طور پر روزوں کا التزام کیا۔ اس اثناء میں عجیب عجیب مکاشفات مجھ پر کھلے بعض گزشتہ نبیوں سے ملاقاتیں ہوئیں۔ اور جو اعلیٰ طبقے کے اولیاء اس اُمت میں گزر چکے ہیں اُن سے ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مع حسین و علی رضی اللہ عنہم و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا۔ اور یہ خواب نہ تھی بلکہ بیداری کی ایک قسم تھی۔ غرض اس طرح پر کئی مقدّس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں جن کا ذکر کرنا موجبِ تطویل ہے۔ اور علاوہ اس کے انوارِ رُوحانی تمثّلی طور پر برنگ ستون سبز و سُرخ ایسے دلکش و

دلستان طور پر نظر آتے ہیں۔ جن کا بیان کرنا بالکل طاقتِ تحریر سے باہر ہے۔ وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے تھے۔ جن میں سے بعض چمکدار اور بعض سبز و سُرخ تھے۔ اُن کو دل سے ایسا تعلق تھا کہ اُن کو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہنچتا ہے۔ اور دُنیا میں کوئی بھی ایسی لذّت نہیں ہوتی جیسا کہ اُس کو دیکھ کر دل اور ارواح کو لذت آتی تھی۔ میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور روزہ کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثیلی صورت میں ظاہر کئے گئے تھے۔ یعنی وہ ایک نور تھا جو دل سے نکلا اور دوسرا وہ نور تھا جو اُوپر سے نازل ہوا۔ اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہوگئی۔ یہ رُوحانی امور ہیں کہ دُنیا ان کو نہیں پہچان سکتی۔"

(فتاویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱۳۱)

دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں رمضان کی برکات سے پُوری طرح مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور روزہ جو کہ عبادات کا دروازہ ہے اس سے ہمیں آئندہ ہمیشہ اپنی عبادات کے معیار کو بلند کرنے کی توفیق ملتی رہے۔ آمین

خریداران ماہنامہ تشحیذ الاذہان۔ ماہنامہ خالد

سے

معذرت

ماہنامہ تشحیذ الاذہان ماہ اپریل اور مئی ۱۹۸۳ء "ناصرِ دین نمبر" اور ماہنامہ خالد "سیدنا ناصرؒ نمبر" کی کچھ کاپیاں قسط اوّل کے طور پر مجلس مشاورت کے موقع پر شائع ہوئیں اور وہ قائدین اضلاع کو دیدی گئیں تاکہ ہر ضلع کے احباب اس نمبر سے متعارف ہو سکیں لیکن بعد میں طباعت، بائنڈنگ اور بعض دیگر مشکلات اور انتظامی کمزوریوں کے باعث باقی رسالہ جلد مکمل نہ ہونے کی وجہ سے خریداران کو جلد نہ بھجوایا جا سکا بلکہ ماہ مئی میں تھوڑا تھوڑا تیار ہوتا رہا اور احباب تک پہنچایا جاتا رہا۔ ماہ مئی ۸۳ء کے آخری ہفتہ میں اسکے مکمل ہونے کے بعد خریداران کی خدمت میں بذریعہ VP بھجوانا شروع کیا گیا۔ چونکہ ڈاکخانہ میں ایک محدود تعداد میں VP بک ہوتے رہے اسلئے خریداران کو بہت دیر سے یہ نمبر مل سکے جس سے خریداران کو بہت پریشانی اُٹھانا پڑی اور اکثر کے خطوط بھی اس بارہ میں موصول ہوئے۔ شعبہ اشاعت خریداران سے اس غیر معمولی تاخیر پر دلی طور پر معذرت خواہ ہے۔

ماہ مارچ ۸۳ء سے نئے بننے والے خریداران کو ماہ جون ۸۳ء سے رسالہ جاری کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کسی دوست کو کسی ماہ کا رسالہ نہ ملا ہو تو وہ خط لکھ کر دوبارہ منگوا سکتے ہیں۔

(مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

تحفۃ الصیام (۲)

روزہ اور اُسکے مسائل

(مکرم عبد الماجد صاحب طاہر استاذ الجامعۃ۔ ربوہ)

روزہ کو عربی میں صوم کہتے ہیں۔ اسکے معنے لغت میں "الامساك" یعنی "رُکنا" کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں "طلوعِ فجر سے لے کر غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور شریعت کی منع کی ہوئی تمام باتوں سے رُک جانے کا نام روزہ ہے بشرطیکہ اس میں نیّت اللہ تعالیٰ کی عبادت ہو"

۱۔ ماہِ رمضان کے روزے رکھنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر بالغ مومن مرد عورت پر فرض کیا گیا ہے۔ ایک دن کا روزہ بھی عمداً بلاکسی شرعی عذر کے ترک کرنا بڑا گناہ ہے جس کی تلافی تمام عمر کا روزہ رکھ کر بھی نہیں ہو سکتی۔

۲۔ جو شخص مسافر یا بیمار ہو اُس کے لئے رخصت ہے کہ وہ دوسرے دنوں میں روزے پورے کرے۔ جو دائم المریض ہو یا بہت بوڑھا اور ضعیف ہو گیا ہو اُس پر روزہ فرض نہیں ہے۔ ایسے معذور لوگ ہر روز ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلا دیا کریں۔ یہی حکم حاملہ اور دودھ پلانے والی (مُرضِعہ) کا ہے۔

۳۔ رمضان کی ابتداء چاند دیکھنے سے ہوتی ہے۔ اگر مطلع صاف نہ ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کریں اور پھر روزے شروع کریں۔ چاند کے دیکھے جانے کے بارہ میں اگر یقینی اطلاع دوسری جگہ سے مل جائے تو اُس کے مطابق عمل کرنا چاہیئے ــــ اسی طرح چاند دیکھ کر ہی رمضان کا اختتام ہوتا ہے۔ اگر مطلع ابر آلود ہو تو رمضان کے تیس دن پورے کرے سوائے اِس کے کہ کسی جگہ سے یقینی اطلاع موصول ہو جائے۔

۴۔ روزہ کا وقت طلوعِ فجر سے لے کر غروبِ آفتاب تک ہوتا ہے۔

۵۔ اگر کسی شخص کو سحری کے وقت کھانا کھانے کا موقع نہ ملا ہو تو وہ اس عذر کی وجہ سے روزہ نہیں چھوڑ سکتا۔ سحری کھانا روزہ کے لیئے شرط نہیں ہے۔

۶۔ بھولے سے اگر کوئی چیز کھا لی جائے یا پی لی جائے

تو روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اگر عمداً بلا شرعی عذر مثلاً بیماری یا سفر، روزہ توڑ دیا جائے تو ایسے شخص کا کفارہ یہ ہے کہ وہ ایک غلام آزاد کرے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو یا غلام نہ ملے تو ساٹھ دن کے مسلسل روزے رکھے۔ اگر اس کی طاقت بھی نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو اپنی حیثیت کے مطابق کھانا کھلائے یا ہر مسکین کو دو سیر گندم یا اس کی قیمت ادا کرے۔

۷۔ مرض اور سفر کی حد شریعت نے مقرر نہیں کی۔ اس کا انحصار ہر شخص کی حالت اور سفر کی نوعیت پر ہے ــــ مرض کی حد یہ ہے کہ جس سے سارے بدن میں تکلیف ہو یا کسی عضو میں تکلیف ہو جس سے سارا جسم بے قرار ہو جائے جیسے بخار یا آنکھ کا درد۔

۸۔ جو شخص صحت کی حالت میں ہے لیکن اسے خوف ہے کہ اگر میں روزہ رکھوں گا تو بیمار ہو جاؤں گا تو ایسا خوف محض نفس کا دھوکا ہے۔ ہاں اگر طبیب یا ڈاکٹر کہتا ہے کہ روزہ نہ رکھو تو وہ بیمار کے حکم میں ہو گا۔

۹۔ جو شخص سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے وہ بھی خدا کے حکم کی نافرمانی کرتا ہے اور گنہگار ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :۔

"مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔"

۱۰۔ جس شخص کا سفر ملازمت کے فرائض میں داخل ہے یا روزی کمانے کے لئے ہے جیسے ریلوے کے ملازم یا بس، کار وغیرہ کے ڈرائیور۔ یا پھیری والے ان سب کو روزہ رکھنا چاہیئے۔ ان کا یہ سفر، سفر نہیں بلکہ معمول کی حالت ہے۔

۱۱۔ جو لوگ مزدور پیشہ یا زمیندار پیشہ ہیں۔ اور رمضان میں انہیں ایسی مشقت کا کام پڑ جاتا ہے کہ اگر چھوڑ دیں تو ۶ ماہ کی فصل ضائع ہو جائے اور اگر کام کریں تو روزہ نہیں رکھ سکتے تو وہ بیمار اور معذور کے حکم میں ہیں ــــ مزدور پیشہ کو چاہیئے کہ وہ سال کے گیارہ مہینوں میں اس قدر محنت کریں کہ رمضان میں آرام کر سکیں ــــ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کاشتکاروں اور مزدوروں کے روزہ رکھنے کے بارے میں فرمایا ہے :۔

"اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں۔ ہر شخص تقویٰ و طہارت سے اپنی حالت سوچ لے۔ اگر کوئی اپنی جگہ مزدوری پر رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے ورنہ مریض کے حکم میں ہے۔ پھر جب میسّر ہو رکھ لے۔"

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۳۹۴)

۱۲۔ بچوں کو روزہ نہیں رکھنے دینا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے ذہنی اور جسمانی نشو و نما پر برا اثر پڑتا

ہے۔ ہاں جب بچے کافی بڑے ہو جائیں تو بلوغت سے قبل ایک دو روزے رکھنے میں حرج نہیں ہے۔

۱۳۔ روزہ کی حالت میں مسواک کرنا، تر کپڑا اوپر لینا، بالوں یا بدن کو تیل لگانا، خوشبو سونگھنا یا لگانا، تھوک نگلنا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، بار بار نہانا، آئینہ دیکھنا، مالش کرانا جائز ہے۔ ان میں سے کوئی فعل بھی منع نہیں ہے۔

۱۴۔ پچھنے لگوانا، قے کرنا، دن کو سرمہ لگانا، معمولی اپریشن کرانا، کلوروفارم سونگھنا، روزہ کی حالت میں ان باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ البتہ روزہ کی حالت میں ان کاموں کو پسندیدہ نہیں سمجھا گیا۔

۱۵۔ مسلسل روزے رکھتے چلے جانا اور سورج غروب ہونے کے بعد ہر روز روزہ افطار نہ کرنا شریعت میں جائز نہیں۔ لگاتار روزے رکھنے کو وصال کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے منع فرمایا ہے۔

۱۶۔ اقسامِ روزہ

۱۔ **فرضی روزے**:۔ وہ روزے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر فرض کئے ہیں اور یہ صرف رمضان شریف کے روزے ہیں۔

۲۔ **نفلی روزے**:۔ یہ وہ روزے ہیں کہ اگر انسان روزہ رکھ لے تو ثواب ملتا ہے۔ اگر نہ رکھے تو کوئی گناہ نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے نفلی روزے رکھا کرتے تھے۔ نفلی روزے یہ ہیں ــــ ماہِ شوال کے شروع میں چھ روزے، ہر ماہ میں تین دن یعنی چاند کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ کو روزے رکھنا۔ عرفہ کے دن کا روزہ، محرم کی نویں یا دسویں تاریخ کو یا ہر دو کے روزے۔ ایک دن روزہ رکھنا ایک دن افطار کرنا ــــ اگر کوئی شخص نفلی روزہ توڑ دے تو اس پر قضاء لازم نہیں ہے اگر چاہے تو کرے۔

۳۔ **کفارہ کے روزے**:۔ یہ وہ روزے ہیں جو کسی حکم کے توڑنے کی وجہ سے یا کسی فرض کے ادا نہ کرنے کی وجہ سے مقرر ہیں تاکہ اس گناہ کا کفارہ ادا ہو۔ کفارہ کے روزے حسب ذیل ہیں:۔

ا۔ اگر کوئی شخص قسم کھائے اور پھر اسے توڑ دے تو اس پر لازم ہے کہ وہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا کپڑے پہنائے یا غلام آزاد کرے۔ اگر ان کی طاقت نہ ہو تو تین دن روزے رکھے۔

اا۔ اگر کوئی شخص رمضان کا روزہ عمداً توڑ دے یا کسی مومن کو غلطی سے قتل کرے اور دیت ادا کرنے کے علاوہ غلام آزاد کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ روزے رکھے۔

ااا۔ جو شخص اپنی بیوی سے ظہار کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ ایک غلام آزاد

کرے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

اگر ان کی طاقت نہ ہو تو دو ماہ کے متواتر روزے رکھے۔ اگر ایک روزہ بھی چھوٹ جائے تو پھر نئے سرے سے دو ماہ کے روزے رکھنے ہوں گے۔

۷ أ۔ اگر کوئی شخص حج اور عمرہ کرے اور قربانی نہ کر سکے تو وہ دس روزے رکھے۔ تین مکہ معظمہ میں اور سات گھر واپس آنے پر۔

۷ب۔ اسی طرح جس شخص نے احرام باندھا ہو لیکن کسی تکلیف کی وجہ سے وہ احرام کی حالت میں سر منڈوائے تو اس کے کفارہ میں تین روزے رکھے۔

۴۔ قضاء کے روزے:۔ اگر رمضان کا کوئی روزہ رہ گیا ہو تو اس کی قضاء فرض ہے۔

۵۔ نذر کے روزے:۔ اگر کوئی شخص نذر مانے کہ میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اتنے روزے رکھوں گا تو اُسے چاہیئے کہ ایسی نذر کو پورا کرے۔ اس کا پورا کرنا اُس پر فرض ہے:

قرار دادِ تعزیت مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ

بر وفات حضرت مولوی محمد دین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ پاکستان

ہم جملہ ممبرانِ مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ حضرت مولوی محمد دین صاحب (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) صدر، صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی وفات حسرت آیات پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور جناب مولوی صاحب مرحوم کے جملہ لواحقین کی خدمت میں اپنے غمگین دلوں کے ساتھ تعزیت کرتے ہیں۔

حضرت مولوی صاحب مرحوم کو نوجوانی میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کا شرف حاصل ہوا۔ ۱۹۰۳ء میں آپ مستقل طور پر قادیان آ گئے۔ ۱۹۰۷ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نوجوانوں کو دینِ اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرنے کی تحریک فرمائی تو حضور کی آواز پر لبیک کہنے والے خوش بخت نوجوانوں کی پہلی صف میں آپ بھی شامل تھے۔ اور پھر حضور کے مقدس ہاتھ پر آپ نے خدا تعالیٰ سے جو عہد باندھا تھا اپنی زندگی کے باقی پچھتر سال یعنی پون صدی تک اسے نہایت خلوص اور وفا شعاری کے ساتھ نبھایا۔

آپ نے علی گڑھ سے گریجوایشن کی اور ایک طویل عرصہ جماعت کے مرکزی تعلیمی اداروں میں بطور ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول، ہیڈ ماسٹر نصرت گرلز ہائی سکول خدمات سر انجام دیں۔ آپ کے رفیقانِ کار اور شاگردوں پر آپ کی سادگی، حلم، انکسار اور نظم و ضبط کا گہرا اثر ہے۔

۱۹۱۴ء میں خلافتِ ثانیہ کے قیام کے بعد پیدا ہونے والے فتنوں میں استحکامِ خلافت کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جاں نثارانہ خدمات کی توفیق عطا فرمائی۔

حضرت مصلح موعود .... نے آپ کو ۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۵ء تک ریاستہائے متحدہ امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لئے بھجوایا جہاں آپ نے انتہائی بے سروسامانی میں مشن کی ابتداء کی۔ جماعت کے مشہور انگریزی رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو انگریزی) کے ایڈیٹر ہونے کا آپ کو شرف حاصل رہا۔

صدر انجمن احمدیہ میں ناظر تعلیم اور صدر، صدر انجمن احمدیہ کے جلیل القدر عہدے پر

فائز رہے۔

جوانی سے بڑھاپے تک نہایت خلوص، محنت اور جانفشانی سے سلسلہ کی خدمت میں مصروف رہے۔ آپ کو انگریزی ادب سے خاص لگاؤ تھا۔ نہایت زیرک اور حاضر جواب تھے۔ انتظامی امور کا طویل تجربہ رکھتے تھے۔ نمود و نمائش سے ہمیشہ پرہیز رکھا۔

وضع قطع، لباس، رہائش، خوراک، طرزِ گفتگو، غرض زندگی کے ہر شعبہ میں آپ کی مومنانہ سادگی حاوی تھی۔

چاروں خلفاء سے قابلِ رشک اطاعت و خدمت گزاری کا ایک خصوصی تعلق رکھتے تھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولوی صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ہم نوجوانانِ احمدیت کو آپ کا نیک نمونہ اپنانے کی توفیق سے نوازے۔ آمین

ہم ہیں ——

ممبرانِ مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ

خوبیاں لکھنے کو اُن کی ایک دفتر چاہیئے

(بیاد حضرت مولانا محمد الدین صاحب رضؓ صدر، صدر انجمن احمدیہ)

(سیّد ادریس احمد عاجز)

قلبِ مومن ہے کسی کی یاد میں یوں بے قرار — صبر کا دامان یکسر ہو گیا ہے تار تار

کس لیئے مغموم و محزون احمدی دنیا ہوئی — فرطِ غم سے سب کی آنکھیں ہو گئی ہیں اشکبار

حضرت محمد الدین صاحب، صدر صدرِ انجمن — سوئے جنت چل دیئے از اذنِ ربِّ کردگار

مالکِ بختِ رسا، قدسی صفت، فرخندہ فال — بستۂ دامانِ احمدؑ، از سرِ آغاز کار

حق تعالیٰ نے عطا کی تھی انہیں عمرِ طویل — جو بنائے استقامت پر رہی تھی اُستوار

خدمتِ دیں کے لیئے کی وقف اپنی زندگی — تا دمِ آخر نبھایا خوب اسے وہ ذی وقار

اُن کا مسلک تھا وفا کیشی و وفاداری مدام — تھے اطاعت کی صفت سے متصف وہ نامدار

صحبتِ مہدئ دوراں سے ہوئے تھے فیضیاب — قابلِ صد رشک ہے اُن کی حیاتِ مستعار

درس اور تدریس کے فن میں مہارت اُن کو تھی — تھے شفیق و مہرباں ہر دلعزیز آموزگار

انتظامی قابلیت کے بھی جوہر اُن میں تھے — چشمِ دنیا نے جنہیں دیکھا درخشاں آشکار

دین کی تبلیغ کی خاطر "نئی دنیا" گئے — اس مہم میں وہ رہے تھے کامیاب و کامگار

حملۂ بیہم سے باطل کی اڑائی دھجیاں — کفر و شرک و دجل کا دامن گیا تھا تار تار

مدتوں تک مختلف شعبوں کے وہ افسر رہے
اس علوِ شان پر اُن کو نہ تھا کچھ افتخار

ماتحتوں سے کیا کرتے تھے اُلفت کا سلوک
بر طریقِ مہر و لطف اُن کا رہا سب کاروبار

تقویٰ کی باریک راہوں پر رہے تھے گامزن
تھے مجسّم سادگی اور طبع کے تھے خاکسار

وہ دُعاؤں میں شغف رکھتے تھے مردِ باخدا
پیشِ حق گریاں رہے شام و سحر لیل و نہار

حق کی خوشنودی رہی تھی اُن کا مقصودِ حیات
جیتے جی حاصل کیا اس کو زِ فضلِ کردگار

اپنی آنکھوں سے تھا دیکھا احمدیت کا عروج
بیج سے پودا بنا پودے سے نخلِ پُر بہار

تھی خلافت کی اطاعت اُن کی نازِ زندگی
ہے اسی نکتے پہ اُن کی کامرانی کا مدار

خوبیاں لکھنے کو اُن کی ایک دفتر چاہیئے
حق تو ہے بے لوث تھے وہ دین کے خدمتگزار

ہے دُعا اے قادرِ مطلق خدائے کُن فکاں
کیجیو اُن کے بلند درجات تا روزِ شمار

رُوح کو اُن کی ہو حاصل قرب تیرا اے خدا
زیرِ ظلِّ رحمتِ عالم شہِ عالی تبار

"کاروبارِ صادقاں ہرگز نہ ماند ناتمام"
خوب ہے یہ قولِ مہدی و مسیحِ نامدار

احمدیت کا محافظ ہے خُداوندِ یگاں
خود کھڑا کرتا رہے گا ایسے انساں بے شمار

دین کے کاموں میں وہ ہر آں رہیں گے منہمک
اور تعلق ہو گا اُن کا بس خدا سے اُستوار

عاجزِ ناکارہ پر بھی اِک نگاہِ لُطف ہو
اپنی ساری لغزشوں پر ہے خجل اور شرمسار

سالانہ مرکزی تربیتی کلاس

(ناظمِ اعلیٰ - تربیتی کلاس ۱۹۸۳ء)

مجلس خدّام الاحمدیہ مرکزیہ نے امسال بھی خداتعالیٰ کے فضل وکرم اور محض اُسی کی دی ہوئی توفیق سے انتیسویں (۲۹) سالانہ مرکزی تربیتی کلاس کے منعقد کرنے کی سعادت پائی۔

امسال اس کلاس کا انعقاد مؤرخہ ۲۲ر شہادت (اپریل) تا ۵ر ہجرت (مئی) ہوا۔ چونکہ یہ خلافتِ رابعہ کی پہلی تربیتی کلاس تھی اس لئے اس کی تاریخی اہمیت اور عظمت کے باعث مجالس میں نمائندگی کے لئے ایک خاص جوش وخروش مشاہدہ میں آیا اور خدام جوق در جوق اپنے پیارے امام کی رُوح پرور اور سوز وگداز سے پُر مبارک آواز سے حیاتِ نو سے ہمکنار ہونے کے لئے مرکز میں تشریف لائے۔

افتتاحی تقریب

۲۲ر اپریل بروز جمعہ پانچ بجے شام افتتاحی تقریب عمل میں آئی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت اس کلاس کا افتتاح فرمانے کی درخواست کو شرفِ قبولیت بخشا اور سوا پانچ بجے کے قریب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ایوانِ محمود میں رونق افروز ہوئے۔ تلاوتِ قرآن کریم سے تقریب کا آغاز ہوا جو مکرم محمد مجد عارف صاحب نے کی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی قیادت میں تمام خدّام نے اپنا عہد دُہرایا۔ نظم مکرم صادق محمد صاحب طاہر (خوشاب) نے پڑھی۔ بعد ازاں خاکسار (ناظم اعلیٰ تربیتی کلاس) نے اپنی رپورٹ میں خداتعالیٰ کے فضلوں اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دُعاؤں کے طفیل کلاس کی سابقہ کلاسوں سے غیر معمولی کامیابی کا تذکرہ کیا۔

امسال کلاس کے افتتاح میں ۱۴۴ مجالس کے ۶۵۳ خدام شریک ہوئے جبکہ گزشتہ سال افتتاح کے موقعہ پر ۳۵۹ مجالس کے ۵۷۴ خدام شامل ہوئے تھے۔ افتتاح میں ضلع جھنگ کی سو فیصد نمائندگی تھی۔

نیز اس رپورٹ میں تربیتی کلاس کے انعقاد کے اغراض ومقاصد اور اہمیت وافادیت بیان کئے اور کلاس کے روزانہ پروگرام کی تفصیلات سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ بعد ازاں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے رُوح پرور خطاب میں خدام کو بیش قیمت نصائح سے نوازا جس کا مکمل متن آئندہ شمارہ میں ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔

روزانہ تعلیمی پروگرام

روزانہ پروگرام نمازِ تہجد سے شروع ہوتا۔ جس کے لئے بیداری ۳-۳۰ بجے شروع ہو جاتی۔ نمازِ فجر کے بعد مختلف علماء کرام بالترتیب قرآن کریم، حدیث، کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا درس دیتے رہے۔ درس کے بعد چند منٹ کیلئے تلاوتِ قرآن کریم کی جاتی اور پھر اجتماعی ورزش کروائی جاتی۔

ناشتہ کے بعد ۷ بجے تدریس کیلئے باقاعدہ کلاس کا آغاز ہوتا۔ مختلف اساتذہ کرام جن میں سے اکثریت اساتذہ جامعہ پر مشتمل تھی۔ درج ذیل مضامین بڑی توجہ، خلوص اور محنت سے پڑھاتے رہے۔

قرآن کریم، حدیث، کلام، فقہ، قواعد عربی، ردِّ عیسائیت۔

تدریس کے علاوہ صحت و صفائی، صحتِ قرآن کریم اور سوانح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لیکچرز بھی کروائے گئے۔

آخری آدھ گھنٹہ میں خدام کو تقاریر کی مشق کروائی جاتی۔ یہ کلاس ۱۱ بجے اختتام پذیر ہوتی۔ طعام کے بعد نمازِ ظہر اور پھر آرام کیلئے وقفہ ہوتا۔ نمازِ عصر کے بعد آدھ گھنٹہ کے لیے مختلف علماء کرام سلسلہ حسب پروگرام مقررہ عناوین پر تقریر فرماتے آخری دن صدر محترم نے خدام سے خطاب فرمایا۔

پھر کھیل کے لیے وقفہ ہوتا۔ اسی دوران ۴ احزاب وقارِ عمل کرتے اور ۴ احزاب سائیکل مرمت اور جلد سازی کا ہنر سیکھتے۔

نمازِ مغرب مسجد مبارک میں ادا ہوتی۔ خدام دار الضیافت سے کھانا کھا کر نمازِ عشاء ایوانِ محمود میں ادا کرتے اور پھر آرام کے لئے اپنے اپنے کمروں میں چلے جاتے۔

نصاب

امسال نیا نصاب مرتب کیا گیا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ سال فضل عمر درس القرآن کلاس کے افتتاح کے موقعہ پر جو ہدایات ارشاد فرمائی تھیں اُن کی روشنی میں یہ نصاب تیار کیا گیا جسے ملاحظہ فرما کر حضور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ نیز سورۃ جمعہ مکمل، سورۃ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات، احادیث اور ادعیہ مسنونہ بھی خدام کو حفظ کرائی گئیں۔

امسال صنعتی کلاس کا بھی ایک مفید اضافہ کیا گیا۔ چنانچہ چار چار احزاب روزانہ سائیکل مرمت اور جلد سازی کا ہُنر سیکھتے رہے۔ اسی طرح کُرسی بُننا بھی سکھایا گیا۔ اسی اثناء میں باری باری چار احزاب وقارِ عمل کرتے تھے۔

جائزہ فارم

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

بنصرہ العزیز کے ایمان افروز افتتاحی خطاب کی روشنی میں ایک سب کمیٹی نے تفصیلی جائزہ فارم ترتیب دیا جس میں مختلف شعبوں کے تحت تفصیل طلب سوال نامہ درج کیا۔ جو سائیکلوسٹائل کروا کے ہر خادم سے پُر کروایا گیا۔ اور پھر ایک بڑے کاغذ پر تمام خدام کا ضلعوار جائزہ تیار کیا گیا جو حضور رحمہ اللہ نور کی خدمت اقدس میں اختتامی تقریب کے موقعہ پر پیش کیا گیا۔

پکنک

گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی ایک روز پکنک کے لیئے مخصوص تھا۔ چنانچہ ۲۸ر اپریل بروز جمعرات تمام خدام گروپس کی شکل میں ربوہ سے پانچ میل جانب شمال بیکو والی نہر پر گئے۔ نہر میں پانی نہ ہونے کی وجہ سے گو پکنک خشک رہی تاہم خدام نے مختلف ورزشی اور تفریحی پروگراموں سے پکنک کی رُوح کو زندہ رکھا۔ دوپہر کا کھانا بھی وہیں دیا گیا۔ شام پانچ بجے نماز عصر کے بعد خدام کو وہاں سے واپس ربوہ بھجوایا گیا۔ پکنک کے موقعہ پر مختلف اضلاع نے جو مزاحیہ فیچر پیش کیئے اُن میں گوجرانوالہ اوّل رہا۔

مقابلہ سَیر

۲۹ر اپریل بروز جمعہ مقابلہ سَیر ہُوا جس میں سَیر کے دَوران قدرت کے جلووں اور حسین مناظر کے بارہ میں اپنے تاثرات ضبطِ تحریر میں لانے تھے چنانچہ کثرت سے خدام اس میں شامل ہوئے اور تاثرات لکھ کر دیئے۔ ظفر اقبال صاحب (تھرپارکر) خالد محمود صاحب (سیالکوٹ) اور طاہر احمد صاحب (گجرات) بالترتیب اوّل، دوم، سوم قرار پائے۔

امتحان

۴ر مئی بروز بدھ خدام کا امتحان لیا گیا۔ خدّام نے ذوق وشوق سے حصّہ لیا۔ کامیاب ہونے والوں کو سندات کامیابی اور کلاس میں شرکت کرنے والوں کو سندات شرکت دی گئیں۔ حفظ کا بھی زبانی امتحان لیا گیا۔ درج ذیل طلباء مختلف مضامین میں نمایاں پوزیشن لیکر کامیاب ہوئے۔

قرآن کریم

اوّل :- مکرم ظفر اقبال صاحب (تھرپارکر)
دوم :- " امتیاز احمد صاحب (راولپنڈی)

حدیث

اوّل :- مکرم زاہد محمود صاحب عابد (سیالکوٹ)
دوم :- " ظہور احمد صاحب مدثر (گجرات)

عربی

اوّل :- مکرم محمد صفدر رانا صاحب (بہاولپور)
دوم :- " طارق محمود راشد صاحب (ڈیرہ غازیخان)

کلام

اوّل :- مکرم منوّر احمد صاحب (بہاولنگر)
دوم " ظہور احمد صاحب مدثّر (گجرات)

ردّ عیسائیت

اوّل :- مکرم عبدالقادر بھٹی صاحب (سندھ)
دوم :- " حامد مقصود عاطف صاحب (ربوہ)

رفقہ

اوّل :- مکرم جواد عزیز صاحب (ہری پور)

دوم :- " منظور احمد نعیم صاحب (کراچی)

عام معلومات

اوّل :- مکرم طارق محمود صاحب راشد (ڈیرہ غازیخان)

دوم :- " حافظ احمد خان صاحب (سرگودھا)

مقابلہ عام معلومات و تقاریر

مؤرخہ ۵ رمئی کو ایک دلچسپ مقابلہ عام معلومات کرایا گیا۔ یہ پروگرام بھی امسال کی تربیتی کلاس میں ایک نیا مفید اضافہ تھا۔ اور یہ مقابلہ اضلاع کی تین تین خدام پر مشتمل ٹیموں کے مابین ہوا۔ ۱۶ اضلاع کی ٹیموں نے شمولیت کی جن میں ضلع سیالکوٹ اوّل رہا، ضلع بہاولنگر دوم اور ضلع سرگودھا سوم رہے اسی طرح خدام میں تقریری مقابلہ بھی ہوا۔

مجلس سوال و جواب

مقابلۂ عام معلومات کے بعد دوسرا دلچسپ پروگرام مجلس سوال و جواب کا تھا۔ محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح وارشاد اور محترم مولوی دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت نے ۹ بجے سے ۱۱½ بجے تک خدام کی طرف سے کئے گئے سوالات کے سیر حاصل جوابات دیئے۔

اختتامی تقریب

مؤرخہ ۵ رمئی شام ۵½ بجے ایوانِ محمود میں اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ ایوانِ محمود کے اندر خدام اور دیگر مہمانانِ کرام کے لئے بیٹھنے کا انتظام تھا اور ہال کے غربی جانب پلاٹ میں باپردہ شامیانے لگا کر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی تربیتی کلاس میں شمولیت اختیار کرنے والی اور دیگر مہمان خواتینِ کرام کے لئے انتظام کیا گیا تھا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شام ۵½ بجے کلاس کی اختتامی تقریب کو برکت بخشنے کے لئے جلوہ افروز ہوئے۔ تلاوتِ قرآن کریم سے اس تقریب کا آغاز ہوا جو مکرم احمد خان صاحب (سرگودھا) نے کی۔ بعد ازاں حضور پُرنور کی قیادت میں خدام نے عہد دہرایا۔ نظم مکرم غلام سرور طاہر صاحب (شیخوپورہ) نے پڑھی، خاکسار نے تربیتی کلاس کے بابرکت اختتام، خدا تعالیٰ کے بے پایاں فضل اور حضور پُرنور کی مستجاب دعاؤں کے طفیل بحیثیتِ مجموعی کلاس کی کامیابی پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس کے نیک مقاصد کو عملی شکل میں جاری و ساری رہنے کے لئے دعا کی درخواست کی۔ رپورٹ اسی شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے بصیرت افروز خطاب میں سب سے پہلے خدام اور لجنات کی تربیتی کلاس کے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہونے پر اللہ تعالیٰ کے احسانات اور

فضلوں کا شکر ادا فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ سارے کارکن اور کارکنات جنہوں نے خدام اور لجنات کی تربیتی کلاس کے انتظام و انصرام کو بہتر بنانے کیلئے شب و روز محنت اور خلوص سے کام کیا وہ طلبہ و طالبات کی دعاؤں کے مستحق ہیں۔ کیونکہ استاد ہمیشہ محسن ہوتا ہے اور احسان کا بدلہ سوائے احسان کے اور کچھ نہیں حضور نے فرمایا کہ اس بات کے ذکر سے توجہ لازماً دنیا کے سب سے بڑے محسنؐ کی طرف پھر جاتی ہے۔ دنیا کے سب سے عظیم محسن سیدنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جن کے احسانات کا جاری چشمہ قیامت تک کبھی ختم نہ ہوگا۔ حضور نے سیدنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیشہ اس پیارے اور محسن وجود پر درود بھیجتے رہیں اور ہمیشہ اس پیارے کے لئے دعا کرتے رہیں۔ اس کی یاد دل میں بسائے رکھیں اور ان یادوں کو اپنے وجود میں مجسم دینے کی کوشش کریں کیونکہ مومن کی زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے تشکیل پاتی ہے۔ حضور نے نہایت لطیف انداز میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈال کر طلباء و طالبات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور فرمایا کہ اگر آپ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین ہو جائیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دنیا کی تقدیر کو بدلنے والے آپ لوگ ہوں گے اور حقیقی انقلاب دنیا میں آپ کی وجہ سے معرضِ وجود میں آئے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں اتنی عظمت ہے کہ جب کسی میں یہ سیرت جاری ہو جائے تو یہ ساری دنیا پر غالب آتی ہے۔ کوئی دوسری طاقت اس پر غلبہ حاصل نہیں کر سکتی۔ دنیا کو فتح کرنے کا راز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ پر عمل پیرا ہونے میں ہی مضمر ہے۔

حضور نے خدام و لجنات کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ اس پیغام کو پلّے باندھ کر آپ لوگ جب واپس جائیں گے تو یقیناً ایک کامیاب داعی الی اللہ بن سکیں گے اور دین اسلام کے غلبہ کے اس انقلاب کو بہت جلد عملی صورت میں ڈھالنے والے بن جائیں گے جو ہمارا مطلوب و مقصود ہے۔

بعد ازاں پُرسوز اجتماعی دعا پر تربیتی کلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

ایک ضروری گزارش

حضور پُرنور کے پُرمعارف خطاب کے آخری الفاظ تربیتی کلاس میں شمولیت کرنے والے ہر خادم اور ہر ممبر لجنہ پر ایک بھاری ذمہ داری ڈالتے ہیں اور وہ یہ کہ ان چند ایام میں جو روحانی کیفیت اور ایمانی حالت محسوس و مشہود ہوئی اب اس کا شعلہ بجھنا نہیں چاہیئے بلکہ ان دیوں سے اور دیپ جلیں اور ایسا انتشارِ نورانی ہو کہ دنیا کے تمام خطّے اس نور سے جگمگا اٹھیں۔ (آمین)

(مکرم عبدالجلیل صاحب صادق، ایم۔ اے، مہتمم مجالس بیرون)

پہلا زینہ :-

طاقت اور توانائی حاصل کریں

طاقت و توانائی کامیابی کے لیئے پہلا زینہ ہے۔ اگر آپ کامیاب ہونا چاہتے ہیں اور زندگی کے تمام مراحل میں اپنے آپ کو ترقی یافتہ اور کامیاب و کامران دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کے لیئے آپ کا صحتمند، طاقتور اور توانا ہونا ازبس ضروری ہے۔ ہمارے ہاں اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ کامیاب و فائز المرام ہونے کی ہر کوئی خواہش تو رکھتا ہے لیکن صحت و توانائی کے حصول کے لیئے کوشش نہیں کی جاتی اور اکثر و بیشتر ایک کثیر تعداد، صحت و توانائی سے یکسر محروم ہے صحت و توانائی نہ صرف حاصل کی جائے بلکہ اسے کفایت شعاری کے ساتھ استعمال کیا جائے اور تمام تر کوشش کی جائے کہ آپ کے قویٰ اور اعصاب صحیح سمت میں کامیابی کے حصول کے لیئے ہر آن آمادہ رہیں۔

قوتِ عمل اور توانائی ایک زندہ اور مثبت حقیقت ہے۔ کاموں کی تکمیل اور فرائض کی بہترین طریق پر ادائیگی، ایک جگہ سے دوسری جگہ پر پہنچنے کی خواہش، ایک نصب العین اور ٹارگٹ کے حصول، ہر معاملہ میں ترقی کی طرف رجحان، مفوضہ کاموں کی اعلیٰ طریق پر انجام دہی ——— میں قوتِ عمل اور توانائی کا بہت زیادہ دخل ہے بعض انسان پیدائشی طور پر ان اوصاف سے متصف ہوتے ہیں اور جو کام بھی وہ کرتے ہیں اُس میں تن من دھن لگا دیتے ہیں۔ اور بلاشبہ یہ خداداد عطیہ ہوتا ہے۔ اور اس طرح

اُن کی کامیابی یقینی ہوتی ہے۔ اس کے برعکس بعض لوگوں کو کافی محنت و مشقّت کرنی پڑتی ہے۔ ایسے لوگوں کے لیئے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو محنت و مشقّت کا عادی بنائیں اور مقاصد کے حصول کیلئے اپنے آپ کو قوّت و توانائی کے ذریعہ تیار کریں۔

قوّت و توانائی اور صحت کو استعمال کرنے کے لیئے ضروری ہے کہ آپ یکلخت سارا زور نہ لگائیں۔ کسی کام کے لیئے جس قدر طاقت و ہمّت درکار ہے اسی قدر استعمال میں لائیں اور اپنے کاموں کو چھوٹے چھوٹے حصّوں میں تقسیم کرلیں۔ لیکن کام کے ہر حصّہ کو اہم اور ضروری سمجھیں۔ اس طرح آپ ان حصّوں کو یکے بعد دیگرے انجام دیتے چلے جائیں۔ ایک مکمل کرکے دوسرے کی طرف بڑھیں۔ اس طرح آپ کے کام کی تکمیل بھی ہوجائے گی اور آپ اُکتائیں گے بھی نہیں۔ محنت و قوّت کا استعمال بھی صحیح ہوگا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک نیا جذبۂ تکمیل آپ کو حاصل ہوگا۔

اس سلسلہ میں ایک اہم چیز خوشی اور کشادہ دلی ہے۔ ہر کام خوشی سے کیجئے۔ بہت عرصہ تک میں اپنے کاموں کو تشویش، غصّہ اور اضطراب کی حالت میں شروع کرتا رہا اور جب میں دفتر پہنچتا تو میز ڈاک اور پیغامات وغیرہ سے اٹی پڑی ہوتی ٹیلیفون کی گھنٹیاں بج رہی ہوتیں اور لوگ قطار در قطار مجھے ملنے کے لیئے کھڑے ہوتے۔ اور میں گیارہ بجے سے قبل ہی اس افراتفری کی وجہ سے تھک کر چُور ہوجاتا اور ذہن اُلجھ کر رہ جاتا اور یہ خیال میرے لیئے اور زیادہ پریشانی کا باعث بنتا کہ میں کام تو پورے دو گھنٹہ تک کرتا رہا ہوں لیکن کوئی کام بھی تسلّی بخش طور پر انجام کو نہیں پہنچا۔ جو کام کیا ادھورا گیا۔ آخر کار میں نے فیصلہ کیا کہ میں سارے فرائض کی تقسیم کردوں۔ اور چاہے چھوٹے سے چھوٹا کام ہی کیوں نہ ہو اُسے شروع کرنے کے بعد ختم کرکے ہی دم لوں گا۔ چنانچہ میں نے پہلے گھنٹہ میں آمدہ ڈاک کے جوابات دینے کا فیصلہ کیا اور اس دوران کوئی اور کام قطعاً نہ کرتا۔ نہ کسی کا ٹیلیفون سُنتا، نہ کسی سے ملاقات کرتا۔ میں نے خطوط کے جوابات کو ایک الگ شعبہ کے طور پر خیال کیا اور اس پر عملدرآمد کیا۔ ڈاک کا یہ سارا کام بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام پاتا رہا اور اس سے مجھے ذہنی تسلّی ہوئی۔ یہ کام کرنے کے بعد میں بطور انعام ایک کپ کافی کا نوش کرتا۔

ابھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ اوقاتِ کار کا یہ پہلا گھنٹہ میرے لئے بڑا فرحت بخش ثابت ہوا۔ اُس نے مجھے حُسنِ تکمیل اور مقصدیّت عطا کی۔ جبکہ اس سے قبل میری توجّہ اوقاتِ کار شروع ہوتے ہی منتشر ہوجاتی تھی اور کسی بھی کام کی طرف بکلّی مرکوز نہ ہوسکتی تھی۔

دوسرا زینہ :-

کاہلی اور تساہل پر قابو پائیں

ہم میں سے بہت سے لوگ اس لئے ناکامی

کا شکار ہو جاتے ہیں کہ ہم کٹھن اور مشکل معاملات
کو عمدہ طور پر سلجھا نہیں سکتے۔ اور معمولی کاہلی اور
سستی کی وجہ سے ہم پیچھے رہ جاتے ہیں اور یہ کاہلی
بڑھتے بڑھتے دائمی جمود کا موجب بن جاتی ہے۔
عقلمندی یہ ہے کہ ہم کاہلی اور تساہل پر قابو پائیں اور
اس منفی رجحان کو مثبت اور باعثِ تقویتِ عمل
میں تبدیل کر دیں۔

فرض کریں آپ کے سامنے ایک اہم منصوبہ ہے
ایسا کہ جس پر کئی گھنٹے صرف ہوں گے۔ اس
صورت میں اپنے آپ کو تسلی دیں کہ اس منصوبہ کے
مکمل ہونے پر آپ کو آرام اور ذہنی سکون کا
خوشگوار موقع ملے گا اور یہ کہ اس آرام اور ذہنی
سکون کے حصول میں یہی کام روک ہے۔ اگر آپ
اسی طرح سوچیں گے اور ہمت سے کام لیں گے تو
اور ہر چہ بادا باد کا نعرہ لگا کر اس کام میں ہمہ تن
جُٹ جائیں گے تو یقین مانیئے آپ بڑے سکون و
اطمینان کی دولتِ لازوال حاصل کریں گے اور
یہ راحت و آرام آپ کے لیئے انتہائی مسرت انگیز
اور لطف اندوز ہوگا۔

ایک بار جب آپ کو چھوٹے کاموں میں اپنی
پوری قوت اور قابلیت کو صرف کرنے کی عادت
پڑ جائے گی تو پھر بڑے اور اہم کاموں پر آپ اپنی
قوت لگا سکیں گے بشرطیکہ آپ ابتداء ہی سے
کام سے لگاؤ اور رابطہ اور دلچسپی پیدا کر لیں۔

آجائے گا کہ یہ ایک نہ ختم ہونے والا ذریعہ ہے
اور جب آپ کسی کام کو کرنے کے لیئے تیار ہوں تو
اُسے مکمل کر کے دم لیں کیونکہ قوتِ عمل تکمیلِ کار
کے نتیجہ میں پھلتی پھولتی ہے اور التواءِ کار کی صورت
میں گھٹنا شروع ہوتی ہے۔ اگر آپ کام کی ابتداء
بغیر کسی فیصلہ یا ناکامی کی حالت میں شروع کریں گے
تو ممکن ہے کہ آپ کا دن اسی حالت میں گزرے
اور اس کے نتیجہ میں قوتِ عمل میں بھی رخنہ پیدا ہو۔

تیسرا زینہ :-

ہمیشہ طبعی رہیں

بہت لوگ ایک مہلک کھینچا تانی میں مقید
ہو کر رہ جاتے ہیں اور اپنی طرزِ زندگی اور طبعی
عادات کے غلام ہو کر اپنے دن گزارتے ہیں۔
یہ ایک تکلیف دہ صورتِ حال ہے۔ اگر آپ صبح
سویرے اُٹھنے کے عادی نہیں ہیں تو دن کے پہلے
حصہ میں اپنے آپ پر بڑے بڑے کاموں کا بوجھ
نہ ڈالیں اور اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ جلدی
سو جائیں اور صبح جلدی اُٹھ جائیں تو سب سے
پہلے مشکل کام کو ہاتھ میں لیں۔ اگر آپ کوئی معمول
بنانا چاہتے ہیں تو کوئی ایسا معمول تجویز کریں جس
سے آپ نباہ کر سکیں اور محظوظ ہو سکیں۔ یہ
قدرتی بات ہے کہ آپ جو معمول بھی بنائیں گے
وہ بدلتا رہے گا۔ اس لیئے اس تبدیلی سے بھی

اپنے رجحانات کے خلاف جنگ یا ان کی مخالفت
میں اپنی قوّت صرف نہ کریں جس قدر زیادہ قوّت
وطاقت آپ اپنے منفی رجحانات کے خلاف استعمال
کریں گے اُتنی ہی کم طاقت آپ کے پاس کام
نمٹانے کے لیئے رہ جائے گی اور اس طرح آپ
اپنی قوّت وطاقت کا بےجا استعمال کرنے والے
ہوں گے۔ اس لیئے آپ ہمیشہ طبعی رہیں۔

چوتھا زینہ :-

اکتاہٹ کا مقاطعہ کریں

اُکتاہٹ انسانی توانائی کو دیگر تمام چیزوں
سے زیادہ برباد کر دیتی ہے اور آپ کی طاقت کو
کم کرتی ہے۔ اگر آپ اُکتاہٹ کی عادت کا شکار
ہیں تو درج ذیل باتوں پر عمل کریں۔

اپنے آپ سے شرط لگائیے کہ جس کام کو
دن کے خاتمہ سے پہلے آپ نے مکمّل کرنا ہے وہ مکمّل
کر کے ہی دم لیں۔ اور جب آپ کام مکمل کر لیں
تو اپنے آپ کو اس کا صلہ دیں۔

ہر روز اپنے سامنے ایک بڑا مقصد رکھیں
اور پھر اس کے حصول کے لیئے اگر کسی دوسرے
چھوٹے مقصد کو پس پُشت ڈالنا پڑے تو ڈال دیں۔

ہفتہ میں ایک دن کو Catch up
دن کے طور پر منائیے یعنی اس دن ہفتہ کے دیگر
دنوں کی فروگزاشتوں کو دور کیجئے۔ کمیوں کو پورا
کیجئے اور دیگر غفلتوں اور لغزشوں کا ازالہ کیجئے

ایسا کرنے سے آپ ہفتہ کے باقی ماندہ دنوں میں
غیر اہم، ادنیٰ اور تلخی پیدا کرنے والے امور ایک
طرف رکھ دینے کے لائق ہوں گے۔

ہر کام کے کرنے کے لیئے اپنے لیئے ایک
محدود وقت مقرر کریں۔ بہت لوگ ایک قطعی لائن
سامنے رکھ کر بہتر صورت میں اپنی توجہ مرکوز
کر سکتے ہیں۔

ہر دن کو گزرے ہوئے دن کا اضافی دن نہ
سمجھیں اور ایسا نہ ہو کہ جو کام آپ اُس دن مکمل
نہیں کر سکے اُس کو آنے والے دن کے لیئے چھوڑ
دیں۔ کامیاب لوگ اپنی زندگیوں کا منصوبہ کامیاب
دنوں کے لیئے بناتے ہیں اور اُن میں وہ مخصوص
کامیابی حاصل کرتے ہیں اور اس شدّتِ احساس
سے اُن کے اندر ایک بڑی قوّتِ متخیلہ مقصدیّت کے
حصول کے لیئے پیدا ہو جاتی ہے۔ پس ہر دن کو
وقت کی ایک اہم اور آزاد اکائی سمجھئے اور اپنی
کارکردگی کا موازنہ اس سے کیجئے کہ آپ نے آج
کیا کیا ہے نہ کہ آپ نے گزرے ہوئے کل کیا کیا
تھا یا آنے والے کل کیا کریں گے۔

پانچواں زینہ :-

اپنے حافظہ کو جلا دیں

اگر آپ دُنیا میں کامیاب وکامران ہونا
چاہتے ہیں تو آپ کے پاس اس چیز کی گنجائش
نہیں کہ آپ [illegible]

قوتِ حافظہ کا ضیاع ہے کہ آپ ان چیزوں کو یاد کرتے رہیں جنہیں آپ بڑی آسانی سے ضبطِ تحریر میں لا سکتے ہیں۔ پس آپ فہرست نگار بنئے (یعنی کام اور یادداشتوں کو تحریر میں لائیے)۔ بہت سے کامیاب لوگ تحریری فہرستوں کی ترتیب پر زور دیتے ہیں اور اسے ضروری سمجھتے ہیں۔ دوسری بات جو آپ کو چیزوں کے یاد رکھنے میں ممد ہوگی یہ ہے کہ آپ چیزوں کی پرواہ کریں اور ان کی دیکھ بھال کریں۔ کامیاب لوگ نادر حافظہ کے مالک ہوتے ہیں۔ یہ اس لیئے ہوتا ہے کہ وہ لوگ اس کام میں کلی طور پر محویت دکھاتے ہیں جو وہ کر رہے ہوتے ہیں۔ اور جن چیزوں کا تعلق ان کے بنیادی مفادات سے ہوتا ہے ان کے سیاق وسباق کو جاننا ان کیلئے کوئی مسئلہ نہیں ہوتا نہ ہی مشکل۔ لیکن چونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ ہر چیز کو یاد رکھیں اس لیئے آپ کا پہلا فرض یہ ہے کہ آپ یہ معلوم کریں کہ آپکے سامنے سب سے اہم اور توجہی بنیادوں پر توجہ دینے کے لائق کون سا کام ہے۔

چھٹا زینہ:-

ہوائی قلعے تعمیر کریں

ہمیں بتایا گیا ہے کہ ماضی کے پس خوردہ پر جگالی کرنا ایک غلطی ہے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ عام طور پر کامیاب لوگ وہ ہیں جنہوں نے اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں پر غور و فکر کیا ہے اور ان سے کچھ سیکھا ہے۔ اگر کوئی غلط کام ہو جائے تو اس کے نتائج کا مقابلہ کیجئے۔ آپ ہر ممکن کوشش کریں کہ غلطیوں کی تصحیح ہو سکے۔ پھر یہ بھی خیال کرتے رہیں کہ وہ کیا وجوہ تھیں جن کے باعث غلطی واقع ہوئی۔ اور مستقبل میں اس سے بچاؤ کی کیا ترکیب ہو سکتی ہے۔

بہت سے کامیاب لوگوں نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ وہ ہوائی قلعے اکثر و بیشتر تعمیر کرتے رہتے ہیں اور ان ہوائی قلعوں کی بدولت ہی انہیں اپنے مقاصد کی طرف بڑھنے کے لیئے اکساہٹ ملتی ہے۔

پس آپ ہوائی قلعے تعمیر کرنے کیلئے وقت نکالیں۔ اپنے ہوائی قلعوں کی تخلیق کیجئے۔ جتنا آپ کسی کام کو کرنے کے بارے میں سوچیں گے اتنا ہی زیادہ آپ اس کو کر سکنے کی اہلیت پائیں گے کیونکہ دنیا کے تمام بڑے بڑے منصوبے اور پراجیکٹ ابتداء میں ہوائی قلعے ہی ہوتے ہیں بعد میں عملی صورت اختیار کرتے ہیں۔ جب آپ اپنے لیئے رہائشی گھر کا منصوبہ بنا رہے ہوتے ہیں تو مادی شکل میں زمین اور عمارتی سامان آپ کے پاس نہیں ہوتا۔ ایک منصوبہ، ایک پلان، ایک تصوراتی نظریہ آپ کے ذہن میں ہوتا ہے جسے بجا طور پر ہوائی قلعہ کہا جا سکتا ہے لیکن جب وہ ہوائی قلعہ آپکے افق ذہن پر مسلط ہو جاتا ہے تو عملی اقدام کی باری آتی ہے اور اس طرح مرحلہ بہ مرحلہ یہ ہوائی قلعہ سطح ارض پر ابھرتا چلا جاتا

اعلان

سالانہ مقابلہ مضمون نویسی و مقالہ نویسی

خدام میں مضمون نویسی کا شوق پیدا کرنے کے لیئے اس سال سے سالانہ مقابلہ مقالہ نویسی کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ خدام اس میں شامل ہو سکیں۔ اسلیئے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام امسال مضمون نویسی اور مقالہ نویسی کے دو مقابلے رکھے گئے ہیں۔

ا۔ سالانہ مقابلہ مضمون نویسی :-

اس کا عنوان "سیرت و سوانح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ" مقرر ہے — مضمون دو ہزار سے تین ہزار الفاظ پر مشتمل ہو۔ مرکز میں مضمون پہنچنے کی آخری تاریخ ۳۱ جولائی ہے — اوّل، دوم، سوم آنے والے مضمون نگاروں کو بالترتیب ۲۰۰/- روپے، ۱۵۰/- روپے، ۱۰۰/- روپے کے نقد انعام دیئے جائیں گے۔

نوٹ :- اس مقابلہ میں تمام مجالس کی نمائندگی لازمی ہے۔

ب۔ مقابلہ مقالہ نویسی — پانچ پانچ صد روپے کے نقد انعامات

اس سال سے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام ایک مستقل مقابلہ مقالہ نویسی شروع کیا جا رہا ہے یہ تحقیقی مقالہ قرآن کریم، حدیث، تاریخ، سیرت اور سائنس کے کسی بھی موضوع پر لکھا جا سکتا ہے۔ ۷۵ نمبر حاصل کرنے والے معیاری مقالوں پر پانچ پانچ صد کے نقد انعام دیئے جائیں گے۔

یہ مقالہ ۸ سے ۱۰ ہزار الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیئے۔

مرکز میں مقالہ وصول کرنے کی آخری تاریخ ۳۱ اگست ہو گی۔

مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

(مرتّبہ: منیر احمد جاوید - نائب مدیر ماہنامہ خالد)

● ۲۹ اکتوبر ۸۲ء کو مجلس خدام الاحمدیہ پیر محل نے کلوا جمیعًا کا پروگرام بنایا۔ اس میں ۹ خدام، ۷ اطفال اور ۳ انصار نے حصّہ لیا۔ مکرم حنیف احمد صاحب محمود مربّی سلسلہ نے اس موقعہ پر حاضرین کو کھانا کھانے کے اسلامی آداب سے آگاہ کیا۔

● ۹ نومبر کو مجلس خدام الاحمدیہ ملیر کراچی نے V.C.R پر مسجد بشارت سپین کے افتتاح کی تقریب دکھانے کا انتظام کیا۔ ۳½ گھنٹے تک پروگرام جاری رہا۔ ۵۵ خدام، ۵۵ لجنات، ۱۵ انصار اور ۳۰ اطفال کے علاوہ ۲۰ غیر از جماعت دوستوں نے بھی شرکت فرمائی۔

● ۱۲ نومبر کو مجلس خدام الاحمدیہ عزیز آباد کراچی نے اصلاح و ارشاد کے سلسلے میں ایک تبلیغی نشست کا اہتمام کیا۔ جس میں ۹ غیر از جماعت احباب نے بھی شرکت فرمائی۔ پروگرام سوا دو گھنٹے تک جاری رہا۔ مربّی صاحب نے سوالات کے نہایت عمدہ رنگ میں جوابات دیئے جس کا اثر فورًا یہ ظاہر ہوا کہ گفتگو کے دوران جب نماز مغرب کا وقت ہوا تو ۴ غیر از جماعت دوستوں نے مربّی صاحب کی امامت میں نماز ادا کی اور ۵ دوستوں نے جلسہ سالانہ میں شرکت کی خواہش ظاہر کی۔ پروگرام بڑا دلچسپ رہا۔

● ۲۲ نومبر کو مجلس خدام الاحمدیہ چک نمبر ۱۶۶ مراد نے صبح ۹ بجے سے ۱۰ بج کر ۳۰ منٹ تک ایک شاندار وقارِ عمل منایا اور ایک میل لمبی سڑک کو ہموار کر کے اس پر چھڑکاؤ کیا۔ ۳۳ خدام و ۱ طفال شریک ہوئے۔

● نومبر ۸۲ء کے دوران مجلس خدام الاحمدیہ دارالذکر فیصل آباد کے ۴ حلقوں کے ۱۴ خدام اور ۱۷ اطفال ڈسٹرکٹ ہسپتال گئے اور ۴ گھنٹے صرف کر کے ۲۲۵ مریضوں کی عیادت کی۔ اس موقعہ پر مریضوں کو احمدیت کی تبلیغ بھی کی گئی۔

● ۲ دسمبر کو مجلس خدام الاحمدیہ ملیر کراچی

نے ایک مختصر تربیتی کلاس کا انعقاد کیا جس میں خدام کو تبلیغ کی اہمیت، ضرورت اور تبلیغ کے اصول و ذرائع سے آگاہ کیا گیا۔ صدارت کے فرائض محترم امیر صاحب ضلع نے ادا فرمائے۔ کلاس میں ۵۶ خدام، ۲۲ اطفال اور ۵ انصار شریک ہوئے۔

● ۱۰ دسمبر ۱۹۸۲ء کو قیادت ضلع شیخوپورہ کے تحت ۱۹ مجالس میں مثالی وقار عمل منائے گئے۔ حلقہ سانگلہ ہل کی ۶ مجالس نے اجتماعی وقار عمل کا انعقاد کیا جس میں ۵۲ خدام و اطفال نے شرکت کی۔ اور ایک ہزار فٹ لمبی اور ۲۵ فٹ چوڑی سڑک کے گڑھوں کو مٹی سے پُر کیا۔

● ۱۰ دسمبر کو مجلس خدام الاحمدیہ احاطہ لنگاہ کرم پورہ نے ایک مثالی وقار عمل منایا۔ ۲ گھنٹے کے اس پروگرام میں ایک سڑک، ایک نالی اور ایک پلی کی مرمت کی گئی۔

● جنوری ۱۹۸۳ء کے دوران چک $\frac{184}{7-R}$ ضلع بہاولنگر کے تمام خدام و اطفال نے ۵ بار حضور انور کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھے۔ ایک بار نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی۔ جلسہ یوم والدین کا انعقاد کیا گیا۔ تعلیمی کلاس اور طلباء کے لئے کوچنگ کلاس جاری کی گئی۔ ۵ بار کلو اجمیعًا کا پروگرام منایا گیا۔ ۲۰ مریضوں کی عیادت کی گئی اور ۲۱ مریضوں کو مفت دوائی دی گئی۔ ۱۹ افراد تک پیغام حق پہنچایا گیا۔ نیز ایک تبلیغی کمیٹی قائم کی گئی۔ ۶ تبلیغی خطوط لکھے گئے۔ ۴ یوم تبلیغ منائے گئے۔ ۴ وقار عمل منائے گئے۔ علمی مقابلے کروائے گئے اور لائبریری کا قیام عمل میں آیا۔ سال رواں کے بجٹ کی سو فیصد وصولی کر کے مرکز میں جمع کروائی گئی۔ ۴ تربیتی کلاسز منعقد ہوئیں۔ بزم حُسن بیان اور بزم انصار سلطان القلم کا قیام عمل میں لایا گیا۔

● ۷ جنوری ۱۹۸۳ء کو حلقہ غازی آباد، قیادت مغلپورہ (لاہور) میں قیادت کی دو ٹیموں کے درمیان میرو ڈبہ کا ایک دوستانہ میچ کھیلا گیا۔ پروگرام دلچسپ رہا۔

● ۸ جنوری کو چک $\frac{184}{7-R}$ میں مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام جلسہ سیرت النبیؐ منعقد ہوا۔ مستورات کے لئے پردہ کا انتظام تھا۔ ۳ تقاریر ہوئیں۔ دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

● ۱۲ جنوری کو مجلس خدام الاحمدیہ چک ۱۶۶ مراد ضلع بہاولنگر نے بعد نماز عصر ایک شاندار وقار عمل منایا جس میں مسجد اور اس کے ماحول کی صفائی کی گئی۔ ۳۸ خدام و اطفال نے شرکت کی۔

● ۲۱ جنوری کو مجلس خدام الاحمدیہ پشاور نے جلسہ سیرت النبیؐ کا انعقاد کیا۔ پروگرام

دلچسپ رہا۔ مرکز سے مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے جلسہ میں بطور مرکزی نمائندہ شمولیت فرمائی۔

● ۲۹ر جنوری کو مجلس خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ کراچی نے ایک تبلیغی نشست کا اہتمام کیا۔ مکرم محمد اشرف صاحب ناصر مربی سلسلہ نے جماعت کا تعارف کروایا اور بنیادی عقائد بیان کئے۔ بعدہ سوال و جواب کا پروگرام شروع ہوا۔ اس تبلیغی پروگرام میں ۷ غیر از جماعت دوست شریک ہوئے۔ ۴ گھنٹے تک پروگرام جاری رہا۔

● ماہ فروری میں قیادت ہائے ضلع ساہیوال و اوکاڑہ نے شعبۂ اصلاح و ارشاد کے تحت مشترکہ تبلیغی پروگرام بنایا جس کے تحت ۱۱ مجالس میں ۲۰ تبلیغی نشستوں کا انعقاد کیا گیا۔ ان مذاکروں میں ہمارے غیر از جماعت دوست بڑے شوق کے ساتھ بکثرت شرکت فرماتے رہے۔ بیعتوں کا بھی امکان ہے۔ علاوہ ازیں ۱۰۰۰ کے قریب پمفلٹس تقسیم کئے گئے۔

عرصہ زیر رپورٹ میں اصلاح و ارشاد کے کام میں تیزی پیدا کرنے کے لئے ہر دو اضلاع کی ۲۱ مجالس کے ۲۳ دورہ جات کئے گئے اور خدام کو تبلیغ کی اہمیت و ضرورت سے آگاہ کر کے حضور کی تحریک داعی الی اللہ میں شامل ہونے کی ترغیب دی گئی۔

● ۳ر فروری کو مجلس خدام الاحمدیہ واہ کینٹ نے مسجد بشارت سپین کی افتتاحی تقریب V.C.R پر دکھانے کا اہتمام کیا۔ اس پروگرام میں ۱۳ غیر از جماعت دوستوں نے بھی شرکت فرمائی۔ آخر میں مکرم دین محمد صاحب شاہد مربی سلسلہ نے یوربین ممالک میں اسلام کی تبلیغ کے بارہ میں جماعت کے کردار پر ایمان افروز پیرایہ میں روشنی ڈالی۔

● ۵ر فروری کو مجلس خدام الاحمدیہ اسلام آباد غربی کے زیر اہتمام جلسہ سیرۃ النبیؐ کا انعقاد ہوا۔ مکرم اخلاق احمد صاحب انجم مربی سلسلہ نے حضور اکرمؐ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر نہایت احسن پیرایہ میں روشنی ڈالی۔ اجلاس میں کل ۳ تقاریر ہوئیں۔

● ۱۱ر فروری کو مجلس خدام الاحمدیہ بدین کے ۷ خدام کا ایک قافلہ سائیکل سفر پر گلارچی کے لئے روانہ ہوا اور گلارچی میں مجلس مقامی کے زیر اہتمام ہونے والے اجلاس عام میں شمولیت کی۔ اور کل ۴۰ میل کا سفر طے کر کے یہ خدام رات کو واپس بدین پہنچ گئے۔

● ۱۷ر فروری کو مجلس خدام الاحمدیہ چک ۱۶۶ مراد ضلع بہاولنگر نے علمی مقابلہ جات منعقد کروائے۔

کبڈی کا ایک نمائشی میچ اور حضور ایدہ اللہ کی تشریف آوری

● ۲۵ فروری کو قیادت ضلع تھرپارکر کے زیر اہتمام ناصر آباد سٹیٹ میں کبڈی کا ایک نمائشی میچ منعقد ہوا جو کہ کنری اور کوٹھ احمدیہ کی خدام ٹیموں کے درمیان کھیلا گیا۔ میچ شروع ہونے پر ہمارے پیارے آقا ایدہ اللہ الودود بے پناہ مصروفیات کے باوجود اپنے خدام کی حوصلہ افزائی کے لیئے ازراہ شفقت تشریف لائے۔ میچ شروع ہونے سے پہلے تمام کھلاڑیوں کا حضور سے تعارف کروایا گیا۔ پیارے امام کی اپنے درمیان موجودگی کے احساس سے دونوں ٹیموں نے عمدہ کھیل کا مظاہرہ کیا۔

بالآخر مجلس خدام الاحمدیہ کنری کی ٹیم نے یہ میچ جیت لیا۔ پروگرام بڑا ہی دلچسپ رہا۔

● ۲۲ فروری تا ۷ مارچ مجلس خدام الاحمدیہ چک ۱۶۶ مراد نے نماز باجماعت کی حاضری کے لیئے ایک خصوصی پروگرام پر عمل کیا جس سے نمازوں کی حاضری میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔

● ۱۱ مارچ کو مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی صدر کے زیر اہتمام ایک تربیتی کلاس مسجد نور میں منعقد ہوئی۔ ۱۹ خدام نے شرکت کی جس کے دوران مختلف علمی اور تربیتی تقاریر بھی کروائی گئیں۔

● ۱۸ تا ۲۵ مارچ مجلس خدام الاحمدیہ دارالذکر فیصل آباد نے ہفتہ تربیت منایا جس کے دوران ۲ بار باجماعت تہجد کی ادائیگی کے علاوہ ایک روز نفلی روزہ بھی رکھا گیا۔ نماز باجماعت کی حاضری بڑھانے کی کوشش کی گئی۔ ایک اجلاس عام میں تربیتی تقاریر کروائی گئیں۔ علاوہ ازیں پون گھنٹہ کا ایک وقار عمل کر کے مسجد کے قریب سڑک کے کنارے پر موجود ایک گڑھے کو پُر کیا گیا۔

● ۲۳ مارچ کو مسجد احمدیہ مالوکے بھل ضلع سیالکوٹ میں "یوم پاکستان" کے سلسلہ میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں ۵ تقاریر ہوئیں۔ ۲۰ غیر از جماعت دوستوں نے بھی شرکت فرمائی۔ مقررین میں ایک دوست ہمارے غیر از جماعت بھائی تھے۔ جنہوں نے "قرارداد پاکستان کے محرکات" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ دعا کے بعد حاضرین میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

● ۲۳ مارچ کو قیادت ضلع شیخوپورہ کے زیر اہتمام کبڈی، والی بال اور رسہ کشی کے مقابلے کروائے گئے۔ جن میں ضلع کے ۸ حلقہ جات کی ۳۸ مجالس کے ۲۴۰ خدام نے شمولیت کی۔ ایک نمائشی میچ نائب قائدین ضلع اور مجلس شیخوپورہ شہر کے مابین بھی کھیلا گیا جو

نائب قائدین ضلع کی ٹیم نے جیت لیا۔

- ۲۴ر اور ۲۵ر مارچ کو مجلس دارالذکر فیصل آباد کے زیرِ اہتمام مجلس کے دو حلقوں میں مجالس مذاکرہ منعقد ہوئیں۔

۲۴ر مارچ کو حلقہ بٹالہ کالونی کی مجلس مذاکرہ میں مکرم مبشر احمد صاحب کاہلوں (استاذ الجامعہ) اور محترم قاری عاشق حسین صاحب نے احباب کے سوالات کے جواب دیئے۔ ۲۷ مہمان دوست اور ۴۴ احمدی شامل ہوئے۔

۲۵ر مارچ کو حلقہ مسلم پارک میں محترم قاری صاحب نے مجلس مذاکرہ سے خطاب فرمایا اور سوالات کے جواب دیئے۔ ۱۸ مہمان دوست اور ۷ احمدی احباب شامل ہوئے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے ۸ احباب کو قبولِ احمدیت کی سعادت ملی۔

- ۲۹ر مارچ کو مجلس خدام الاحمدیہ چک ۱۶۶/مراد کے زیرِ اہتمام علمی مقابلہ جات منعقد کروائے گئے۔ ۳۱ خدام اور ۲۷ اطفال نے شرکت کی۔

- ۸ر اپریل کو قیادت چک ۱۶۶/مراد کے زیرِ اہتمام سائیکل ریس کے مقابلے ہوئے۔ ۱۶ خدام نے شرکت کی۔

- ۸ر تا ۱۱ر اپریل، قیادت 184 ضلع بہاولنگر کے زیرِ اہتمام ایک تربیتی کلاس منعقد ہوئی۔ قائد علاقہ بہاولنگر مکرم نذیر احمد صاحب خادم نے کلاس کا افتتاح فرمایا۔ دورانِ کلاس ایک تربیتی اجلاس بھی منعقد ہوا۔ اِسی طرح اس دوران ایک اجتماعی اور ۱۶ انفرادی وقارِ عمل ہوئے۔ علمی و ورزشی مقابلے کروائے گئے۔ اجتماعی سیر اور کلو اجمیعاً کے پروگرام میں سب خدام و اطفال باقاعدگی سے شریک ہوتے رہے۔ کلاس خدا کے فضل سے ہر لحاظ سے بے حد کامیاب رہی۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"
Digitized By Khilafat Library Rabwah
مسلم جنرل سٹور
صدر بازار۔ اوکاڑہ
فون نمبر: ۳۱۸۰
رہائش: ۲۲۶۳
"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"
شیخ فضل محمد۔ طاہر احمد اینڈ کو،
ہول سیل کلاتھ مرچنٹ
صدر بازار۔ اوکاڑہ
فون نمبر: ۳۸۶۰

Monthly KHALID RABWAH
Regd. No. L5830
Editor Mirza Mohammad Din Naz
June 1983
خالد ربوہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدام الاحمدیہ کا

سالانہ

اجتماع

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ کا اُنتالیسواں ۳۹ سالانہ اجتماع خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے اور اُس کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ انشاء اللہ العزیز مؤرخہ ۲۱-۲۲-۲۳ اخاء ۱۳۶۲ھ بمطابق ۲۱-۲۲-۲۳ اکتوبر ۱۹۸۳ء اپنی شاندار روایات کے ساتھ ربوہ میں منعقد ہوگا۔

خدام الاحمدیہ اپنے اس اجتماع کی ابھی سے تیاری شروع فرمائیں۔ نیز اجتماع کے کامیاب اور بابرکت ہونے کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ